COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

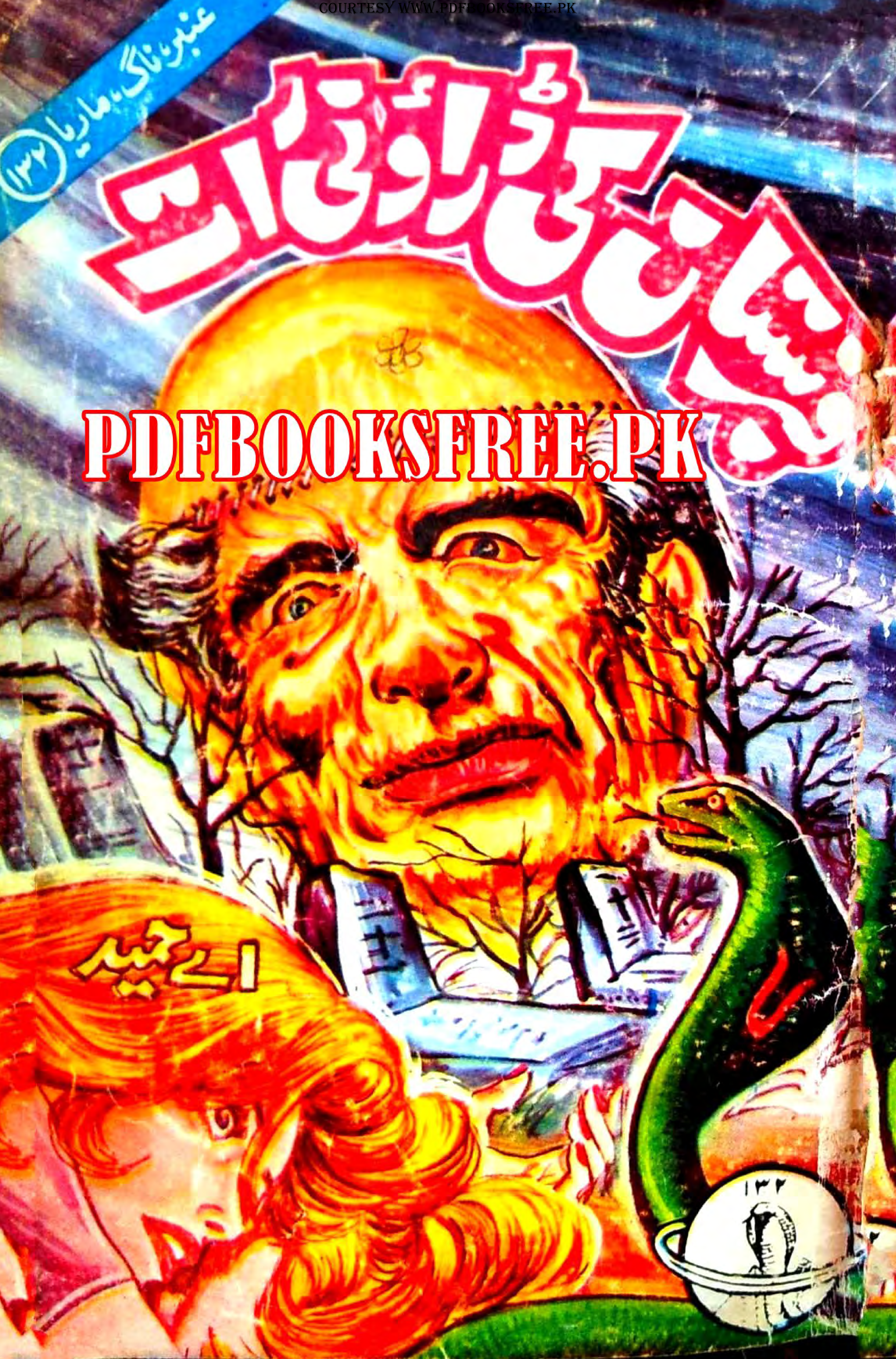

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبرستان کی ڈراؤنی رات

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/۷ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

۱۹۹۶
ناشر: مکتبہ اقراء، ۳- بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
طابع: تاج دین پرنٹرز، ٹکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

میں ایک بار پھر اپنے ان تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خط لکھکر مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ آج سے عنبر ناگ ماریا کی کتابیں کرائے پر لے کر نہیں پڑھیں گے بلکہ خرید کر پڑھیں گے تاکہ عنبر ناگ ماریا کی پراسرار داستان کا سلسلہ بند نہ ہو۔ پیارے دوستو! یہ ہماری مجبوری ہے کہ ہم نے آپ کو خرید کر پڑھنے کے لیے کہا۔ کیونکہ اگر آپ کتاب خریدیں گے نہیں تو ہم کاغذ کہاں سے خریدیں گے اور لکھائی چھپائی کیسے کریں گے اور عنبر ناگ ماریا کی کتابیں چھاپ کر آپ کی خدمت میں کیسے پیش کر سکیں۔ آپ اپنے جیب خرچ میں سے تھوڑے پیسے اگر بچا کر رکھ لیا کریں تو آپ پر بوجھ نہیں پڑے گا۔ ہم ایک بار پھر اس کے لیے معذرت چاہتے ہیں مگر ہم مجبور ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کی کتاب چھاپنے پر بہت پیسے خرچ آتے ہیں۔ کبھی ہم آپ کو اس کی تفصیل بتائیں تو آپ بھی حیران رہ جائیں۔ ہاں، اس بار ناگ اور ماریا ایک سنسنی خیز ایڈونچر میں گرفتار ہیں۔ ذرا پڑھیے اور دیکھئے کہ ان کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔

انکل
اے حمید

۴۵۴-N
راہ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش کا دماغ

قلعے کے اس کمرے کا ماحول بڑا پُراسرار تھا۔

روشنی صرف اسی جگہ پر تھی جہاں لوہے کی ایک تار سے لالٹین لٹک رہی تھی۔ بوسیدہ ہال کمرے کی کالی سیاہ دیواریں اوپر چھت تک چلی گئی تھیں۔ سٹریچر پر لاش بندھی ہوئی تھی۔ ناگ حیران تھا کہ اگر یہ لاش ہے تو اس کو زنجیروں سے باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر اسے باندھا گیا ہے تو یہ لاش نہیں ہو سکتی۔ تینوں پُراسرار انگریز ڈاکٹر لگتے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ ناگ تک ان کی صرف دھیمی آواز ہی آ رہی تھی ان کے الفاظ نہیں پہنچ رہے تھے۔ ناگ کے دل میں ان کی باتیں سننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ سانس آہستہ سے کھینچ کر چھوڑا اور ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں پردے کے نیچے سے گذر کر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

○ لاش کا دماغ
○ خطرناک ٹھگنا شیطان
○ قبرستان کی ڈراؤنی رات
○ دہشت ناک پھنکار
○ قبر میں آجاؤ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قلعے کے پراسرار ہال کمرے میں داخل ہو گیا۔

وہ رینگتا ہوا لاش والے سٹریچر کے قریب پڑے دو چوکور کنستروں کی اوٹ میں چھپ کر ان تینوں آدمیوں کی باتیں سننے لگا۔ ٹھگنے قد کا چھوٹی داڑھی والا آدمی کہہ رہا تھا۔

"یہ ابھی پوری طرح مرا نہیں ہے۔ اس میں کچھ جان باقی ہے۔"

ٹھگنے قد اور چھوٹی ڈاڑھی والے آدمی کا نام ڈاکٹر جارج تھا۔ اس نے لاش کو ایک بار پھر غور سے دیکھا اور کہا:

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں یہ آکسیجن کم ہو جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ موت کی نیند سوئے۔ ہمیں اس کے بعد اس کا دماغ بدلنے میں آسانی ہو گی۔ زہریلے ٹیکے سے اس کے اعصاب کی رگیں ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔"

تیسرا دبلا پتلا ڈاکٹر بولا:

"ڈاکٹر جارج! ہمیں پہلے ہی کتنے دن لگ گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ہمیں اپنا کام جلدی ختم کرنا چاہیے۔"

ڈاکٹر جارج نے ایک گہرا سانس لیا اور کہنے لگا:

"میں جانتا ہوں۔ مگر یہ میڈیکل طریقِ کار ہے۔ اسے میڈیکل طریقے سے ہی ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس لاش کی کھوپڑی میں ڈالنے کے لیے دماغ کا بندوبست شروع کر دو۔"

دبلا پتلا ڈاکٹر بولا:

"کل رات ایک قاتل کو سزائے موت دی جانے والی ہے۔ میری ڈیوٹی پھانسی گھر میں لگی ہے۔ مجھے معلوم ہو جائے گا کہ پھانسی دینے کے بعد قاتل کی لاش کو کہاں دفن کیا گیا ہے۔ کل رات کے پچھلے پہر ہم قبرستان میں سے قاتل کا سر کاٹ کر لے آئیں گے اور پھر یہاں اس کا دماغ نکال کر اس لاش کی کھوپڑی میں لگا دیں گے۔"

ڈاکٹر جارج نے اطمینان کا سانس لے کر کہا:

"ٹھیک ہے۔ ہم کل رات کے پچھلے پہر اس لاش کے سر کا آپریشن شروع کریں گے۔ اس وقت تک یہ بالکل مردہ ہو چکی ہو گی۔ اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں یہاں سے واپس چلنا چاہیے۔"

پھر وہ تیسرے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولا:

"ڈاکٹر نکوما تم اسی جگہ لاش کی حفاظت کرو گے۔ میں اپنے گھر جا رہا ہوں صبح مجھے کلینک بھی کھولنا اور مریضوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔"

پھر دبلے پتلے ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"ڈاکٹر پٹنی تم اپنے گھر جاؤ۔ کل رات تمہیں قاتل کا سر کاٹ کر یہاں لانا ہوگا۔ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا۔ ڈاکٹر نکوما بھی میرے ساتھ اسی قلعے کی لیبارٹری میں ہوگا۔ تمہیں صبح ہونے سے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیے۔"

دبلے پتلے ڈاکٹر پٹنی نے کہا:

"میں منہ اندھیرے سے پہلے یہاں آ جاؤں گا ڈاکٹر جارج! تم مطمئن رہو۔ یہ ہم سب کا انتہائی اہم اور قیمتی مشن ہے۔"

ڈاکٹر جارج نے اپنا چمڑے کا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف چلا۔ ڈاکٹر پٹنی اس کے ساتھ ہی تھا۔ ناگ کنستروں کے پیچھے چھپا یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے ڈاکٹر جارج کے کلینک کا پتہ

کرنا چاہیے کیونکہ یہی آدمی کسی مردہ قاتل کا سر لانے والا ہے۔ ناگ کو شبہ تھا کہ یہ شخص شاید کسی زندہ انسان کا سر کاٹ کر لانے والا ہے۔ اس نے عہد کر لیا تھا کہ اگر ڈاکٹر نے ایسی بھیانک حرکت کی تو وہ اسے وہیں موت کی نیند سلا دے گا۔ دوسرے ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شیطان ایسا ذہن رکھنے والے جرائم پیشہ ڈاکٹروں کی ٹولی کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کا مشن کیا ہے؟

چنانچہ ناگ بھی قلعے سے باہر نکل آیا۔ ٹھگنا ڈاکٹر جارج اور دبلا پتلا ڈاکٹر پٹنی دونوں قلعے سے شہر کی طرف جانے والی سنسان اندھیری سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں بلند ہو کر ان کے سروں کے اوپر ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ یہ سنسان اندھیری سڑک ایک چراگاہ میں سے گزر رہی تھی۔ اس کی دونوں جانب اونچے اونچے یوکلپٹس کے درخت خاموش کھڑے تھے۔ انگلستان میں سردی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور رات کافی سرد تھی۔ دونوں ڈاکٹروں نے اپنے گرم لمبے کوٹوں کے کالر گردنوں پر اوپر اٹھا رکھے تھے اور سروں پر بھی گرم ہیٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ وہ خاموشی سے چلے جا رہے تھے۔ چراگاہ کا چکر کاٹ کا سڑک ایک محصول چونگی کی چوکی پر پہنچی تو انہیں وہاں ایک خالی بگھی مل گئی۔ وہ بگھی میں سوار ہو گئے۔ ناگ بھی بگھی کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔

بگھی غریب لوگوں کے پرانے مکانوں والی آبادی سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئی۔ ناگ نیچے آ کر پرواز کرنے لگا۔ اس نے دیکھا۔ شہر کا ایک محرابی گرجا گھر ایسا بہت بڑا گیٹ تھا جس کا دروازہ غائب تھا۔ اس گیٹ کے باہر ایک نیلی تختی پر انگریزی لفظوں میں لندن لکھا تھا۔ ناگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ یہ انگلستان ہی تھا مگر انیسویں صدی کے شروع کا لندن تھا جب شہر میں گیس کے لیمپ جلتے تھے اور سڑکوں پر گھوڑوں والی بگھیاں چلتی تھیں۔ ابھی بجلی، موٹریں، ٹیلی فون اور سائنس کی دوسری چیزیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ لندن شہر گنجان آباد تھا۔ اس کی تنگ پتھریلے فرش والی گلیوں کے کونوں پر گیس کے لیمپ روشن تھے۔ مگر ان کی روشنی بجلی کی روشنی سے بہت ہلکی اور دھیمی تھی۔ مکانوں کے چھجے آگے کو جھکے ہوئے تھے اور اندھیری سنسان یخ بستہ رات میں بڑے آسیبی لگ رہے

تھے۔ بگھی جارج کے مکان کے آگے جا کر رک گئی۔ ڈاکٹر جارج یہاں اتر گیا۔ ناگ نے ڈاکٹر جارج کے مکان کو بھی ذہن میں بٹھا لیا اور اب بگھی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر پٹنی کے مکان کی طرف اڑنے لگا۔ ڈاکٹر پٹنی کا مکان کافی آگے جا کر ایک تنگ سے بازار کے اندر گلی کے کونے پر تھا۔ وہ بھی بگھی سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ ناگ مکان کی دوسری منزل کے بالکل سامنے کھمبے پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے ڈاکٹر پٹنی کے مکان کی دوسری منزل صاف نظر آ رہی تھی۔ کھڑکی بند تھی مگر شیشے پر پردہ نہیں گرا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی کمرے میں آیا۔ اس نے رات کا لباس پہنا۔ آتش دان میں جلتی ہوئی آگ کو لوہے کی سلاخ سے کریدا اور پلنگ پر بیٹھ کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنے لگا۔ اتنے میں ایک نوجوان لڑکی نوکرانیوں ایسا لباس پہنے سر پر سفید ٹوپی جمائے طشتری میں دودھ کا گلاس رکھے اندر آئی۔ اس نے ڈاکٹر پٹنی کو دودھ پیش کیا۔ پٹنی نے گلاس اٹھا کر سارا دودھ پی لیا اور نوکرانی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کچھ کہا۔ نوکرانی بھی مسکرانے لگی۔ پھر ڈاکٹر پٹنی نے کھڑکی کے پردے کی طرف اشارہ کیا۔ نوکرانی جلدی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی کی طرف آئی اور پردہ آگے کر دیا۔

اب ناگ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ پھر بیڈ روم کی گیس کی روشنی گل ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر پٹنی دودھ پی کر سو گیا ہے۔ ناگ وہاں سے اڑا اور قدیم لندن شہر کے اوپر چکر لگانے لگا۔ سارا شہر سو رہا تھا۔ گلیوں بازاروں میں کہیں کہیں گیس کے لیمپ روشن تھے۔ کسی کسی بازار میں سفید سفید دھند پھیلی ہوئی تھی۔ کئی مکانوں کی چھتوں پر لگی چمنیوں میں سے لکڑی کا دھواں نکل رہا تھا یعنی وہ مکان تھے جہاں آتش دانوں میں آگ روشن تھی تا کہ کمرے گرم رہیں۔ دور دریائے ٹیمز ایک سفید دھندلی چادر کی طرح زمین پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے بادشاہ کا محل بکنگھم پیلس اور پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ دریائے ٹیمز کے اوپر ایک جگہ لندن کا بدنام ترین ٹاور آف لندن تھا۔ جس کے بارے میں آج بھی مشہور ہے کہ وہاں قیدیوں کو اذیت دے دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

ناگ نے پرانے پراسرار لندن کے تمام علاقوں میں پرواز کر کے فضا کو بار بار سونگھا۔ اسے کسی جگہ سے ماریا کی خوشبو نہ آئی۔ ایک تو وہ اس لیے بھی پریشان

تھا کہ اپنے دوستوں عنبر تھیوسانگ اور کیپٹی کے زمانے سے نکل کر ان سے کئی سو برس آگے کے زمانے میں لندن شہر میں نکل آیا تھا اور دوسرے اسے یہ پریشانی الگ تھی کہ ماریا اس کے ہاتھ سے نکل کر خدا جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔ اسے دیو داسی چندر ریکا کا بھی خیال لگا تھا کہ شاید اس زمانے میں کسی جگہ اس سے بھی ملاقات ہو جائے۔ لیکن اس وقت ناگ یہ پتہ کرنا اپنا انسانی فرض سمجھتا تھا کہ یہ تینوں خبیث اور بڑے ڈاکٹر مل کر کس قسم کا مشن شروع کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کے ارادے ناپاک اور عزائم انسان دشمن تھے اور ناگ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی کے مکان کو بھی ناگ نے اچھی طرح سے یاد کر لیا۔ اب وہ اس کے پاس رات کو آنا چاہتا تھا تا کہ یہ پتہ کر سکے کہ ڈاکٹر پٹنی واقعی کسی پھانسی پانے والے قاتل کا سر کاٹنے والا ہے یا اس نے کسی بے گناہ کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانے کے لیے چن رکھا ہے۔ رات ناگ نے عقاب ہی کی شکل میں دریائے ٹیمز کے کنارے ایک باغ کے درخت پر گذار دی۔ صبح ہوئی تو پرانا لندن شہر آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا۔ پھر پتھروں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنائی گئی تنگ سڑکوں میں گھوڑا گاڑیاں نکل آئیں عورتیں پرانی وضع کے لمبے لمبے پھولے ہوئے گاؤن پہنے نظر آنے لگیں۔ ناگ اُڑ کر واپس اسی لاش والے قلعے میں آ گیا۔

دن کی روشنی میں بھی قلعہ بڑا پُراسرار اور آسیب زدہ لگ رہا تھا۔ سردیوں میں لندن کے دن دھندلے ویران اور افسردہ ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے میں تو ویرانی بہت زیادہ ہوا کرتی تھی۔ تنگ و تاریک گلیوں میں دن کے وقت بھی اندھیرا چھایا رہتا تھا اور لوگوں کو دن دہاڑے لوٹ کر مار ڈالا جاتا تھا۔ یہاں ایسی پرانی حویلیاں اور مکان بھی تھے جن میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہاں بھوت پریت نے بسیرا کر رکھا ہے اور راتوں کو چیخوں کی آوازیں آتی ہیں۔ ناگ نے دیکھا کہ لاش والا قلعہ بھی سرد ویران دھندلی دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس زمانے میں شہروں کی آبادی ویسے بھی کم ہوا کرتی تھی۔ پراسرار قلعہ شہر سے کافی دور ایک اجڑی ہوئی چراگاہ کے پاس تھا۔ یہاں دن کے وقت بھی کوئی نہیں آتا تھا۔ ویران قلعے میں کوئی کیا کرنے آتے

گا۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں قلعے کے اندر چلا آیا۔ سامنے ڈھلانی راستہ تھا جس کے آگے موم جامے کا بھاری پردہ گرا ہوا تھا۔ عقاب نے اس جگہ پہنچ کر ایک بار پھر سانپ کی شکل بدلی اور بھاری پردے کے نیچے سے گزر کر دوسرے کشادہ ہال کمرے میں آ گیا۔ تین ڈاکٹروں کی پُراسرار خطرناک ٹولی کا تیسرا ڈاکٹر نکوما لاش والے سٹریچر سے چند قدم کے فاصلے پر دیوار میں بنے ہوئے آتشدان کے سامنے پرانی آرام کرسی پر نیم دراز آگ تاپ رہا تھا۔ آتش دان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔ سارا ہال کمرہ سرد اور نیم روشن تھا۔ آتشدان کی گرمی بھی سردی کی شدت کو ختم نہیں کر رہی تھی۔ سٹریچر کے قریب تار سے بندھی ہوئی لالٹین بجھ چکی تھی۔ لاش بے حس و حرکت زنجیروں میں بندھی پڑی تھی۔ ناگ کے دل میں لاش کو ایک بار پھر دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

ہال کمرے کی فضا میں بھی باہر پھیلی ہوئی ہلکی دھند کی لہریں داخل ہو رہی تھیں۔ ناگ فرش پر رینگتا ایک بار پھر لاش کے سٹریچر کے قریب آ گیا۔ اب وہ لاش کے پاؤں کی جانب سے رینگتا ہوا سٹریچر پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑھ گیا۔ وہ لاش کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔ جونہی وہ لاش کے ننگے پاؤں سے ٹکراتا ہوا آگے گذرا لاش کے پاؤں میں حرکت پیدا ہو گئی۔ لاش نے سانپ کے رینگنے کو محسوس کر لیا تھا اور اس نے اپنے پاؤں یوں ہلائے جیسے سانپ کو پیچھے ہٹا رہا ہو۔ ناگ ایک سیکنڈ کے لیے رک گیا۔ گویا یہ لاش ابھی زندہ تھی۔ ناگ نے ایک بار پھر اپنی دم لاش کے پاؤں سے لگائی تو لاش کے حلق سے ہلکی سی غراہٹ کی آواز نکلی۔ یہ آواز ایسی ڈراؤنی تھی کہ ناگ کے جسم کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی چڑیل کا گلا گھونٹا جا رہا ہو اور اس کے حلق سے زندگی کی آخری بھیانک آواز نکل رہی ہو۔

یہ آواز سن کر آتشدان کے سامنے آرام کرسی پر بیٹھا نکوما جلدی سے اٹھ کر سٹریچر کی طرف آیا۔ ناگ فوراً سٹریچر سے اتر کر اس کے پیچھے کی طرف چلا گیا۔ ڈاکٹر نکوما نے لاش کو جھک کر دیکھا۔ لاش کا ٹھنڈا ساکت بے حس ڈراؤنا چہرہ بالکل سپاٹ خاموش اور مُردہ تھا۔ نکوما نے لاش کی ایک آنکھ کا پپوٹا اُوپر کو اُٹھایا۔ اندر

سے لاش کا ڈیلا چٹا سفید ہو چکا تھا۔ نکوما نے لاش کا چہرہ سفید کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ اس کے بعد وہ واپس آتش دان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

ناگ رینگ کر سٹریچر کے اوپر آیا تو اس نے دیکھا کہ لاش کا چہرہ ڈھکا ہوا ہے۔ ناگ نے ایک بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ لاش ابھی زندہ تھی۔ اس کے جسم سے دل کی ہلکی ہلکی دھڑکن کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ سٹریچر سے اُتر کر ٹھنڈے سیاہ پتھریلے فرش پر رینگتا ہوا باہر کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک نکوما کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ لوہے کی سلاخ لے کر ناگ کی طرف دوڑا۔ ناگ تیزی سے رینگنے لگا۔ نکوما نے سلاخ زور سے ناگ پر دے ماری۔ مگر ناگ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ بجلی ایسی تیزی کے ساتھ رینگتا ہال کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر نکوما حیران تھا کہ اتنی سخت سردی میں یہاں سانپ کہاں سے آ گیا۔ انگلستان میں سانپ ویسے ہی نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اور سردی کے موسم میں تو چیونٹی بھی بل سے باہر نہیں نکلتی پھر یہ سیاہ کالا سانپ کہاں سے نکل آیا تھا۔ نکوما کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ آتشدان کے پاس آرام کرسی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھ گیا اور سانپ کے بارے میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اسے اونگھ آ گئی۔ ناگ قلعے سے نکلتے ہی پرندہ بن کر اڑا اور شہر لندن کی طرف چلا گیا۔ شہر یخ بستہ دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ ناگ سیدھا دُبلے پتلے ڈاکٹر پٹنی کے مکان پر جا پہنچا۔ کیوں کہ اس پُراسرار ڈاکٹر نے آج رات پھانسی پانے والے ایک قاتل کی گردن اڑا کر لے جانی تھی۔

ڈاکٹر پٹنی کے بیڈ روم کی کھڑکی بند تھی اور آگے پردہ گرا ہوا تھا۔ ناگ کافی دیر تک سامنے والے باغ کے درخت پر بیٹھا رہا۔ اسی طرح دن غروب ہو گیا اور شام کے اندھیرے نے ٹھنڈی دھند میں ڈوبے ہوئے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تنگ و تاریک گلیوں میں گیس کے لیمپ روشن ہو گئے مگر دھند کی وجہ سے ان کی روشنی وہیں آس پاس ہی بکھر رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب ڈاکٹر پٹنی کے مکان کے اندر چل کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

ناگ درخت سے اترنے ہی والا تھا کہ کھڑکی کا پردہ ہٹ گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ بیڈ روم میں میز لگا دیا گیا تھا اور وہی نوجوان نوکرانی میز پر رات کا کھانا لگا رہی تھی۔

ڈاکٹر پٹنی بھی آہستہ آہستہ چلتا وہاں آ گیا اور خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ نوکرانی اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔ کھانا کھاتے کھاتے رات ہو گئی۔ ڈاکٹر پٹنی اٹھا۔ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ نوکرانی اس کے ساتھ گئی۔ چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر پٹنی مکان کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اس نے سیاہ سوٹ کے اوپر کالا اوورکوٹ اور سیاہ ہیٹ پہن رکھا تھا۔ وہ اس وقت ناگ کو کوئی جلاد لگ رہا تھا۔ وہ جیل خانے اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا شاید، جہاں آج رات ایک قاتل کو پھانسی دی جا رہی تھی۔

ایک گھوڑا گاڑی ڈاکٹر کے قریب آ کر سڑک کے کنارے رُک گئی۔ گھوڑوں کے نتھنوں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ سردی میں کوچوان بھی اونچی سیٹ پر بیٹھا اپنے دستانوں والے ہاتھ مل رہا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی نے کوچوان سے کہا:

"جیل خانے چلو۔"

اور دروازہ کھول کر گھوڑا گاڑی یعنی بند بگھی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی کلپ کلوپ کلپ کلوپ کی آواز پیدا کرتی دھند اور اندھیرے میں ڈوبی سڑک پر بڑے جیل گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف چل پڑی۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑنے لگا۔ گھوڑا گاڑی ایک بندھی ٹکی اور تلی چال چلتی شہر کے گنجان علاقوں سے گذرتی۔ رات کے سناٹے میں گھوڑے کے ٹاپوں کی خاص آواز نکالتی جیل خانے کے بڑے دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ ڈاکٹر پٹنی نے جیل کے گیٹ پر کھڑے سنتری کو اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ سنتری نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول دیا۔ ڈاکٹر پٹنی جیل خانے کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ہی احاطے میں آگیا۔ آگے جیل خانے کی تین منزلہ پرانی اور لمبی چوڑی بھدی سیاہ بوجھل اور ڈراؤنی عمارت کھڑی تھی۔ ڈاکٹر پٹنی تیز تیز قدم اٹھاتا جیل کی عمارت کی طرف چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اب اسے کسی دوسرے روپ میں جیل کے اندر جانا ہو گا۔ یہ کون سا روپ ہو سکتا تھا؟ سانپ کی شکل میں اندر جاتے ہوئے وہ دروازے پر دیکھا جا سکتا تھا۔ ناگ کے ذہن میں تیزی سے ایک خیال آیا۔ وہ فضا میں ہی غوطہ لگا کر نیچے احاطے کے فرش پر گرا اور گرتے ہی ایک چھوٹا سا سانپ بن کر ایک ہی چھلانگ میں ڈاکٹر پٹنی کے لمبے گرم کوٹ

کے پیچھے جا کر چپک گیا۔ ڈاکٹر کو بالکل خبر نہ ہو سکی کہ اس کے اوورکوٹ کے پیچھے ایک چھوٹا سا سانپ چپکا ہوا ہے۔ کوٹ کا رنگ بھی کالا تھا۔ سانپ کا رنگ بھی کالا تھا کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی کو جیل کے سارے لوگ جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ آج رات ایک بدنام اور ظالم قاتل کو پھانسی ملنے والی ہے اور ڈاکٹر پٹنی اس کی موت کی تصدیق کرنے اور اس کی موت کا سرٹیفکیٹ دینے کے لیے آیا ہے۔ وہ سیدھا جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں گیا۔ آفس میں سپرنٹنڈنٹ گیس کی دھیمی روشنی میں کرسی پر بیٹھا ضروری کاغذات تیار کر رہا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کے سلام کا جواب صرف سر ہلا کر دیا اور بولا:

"ڈاکٹر! ہمیں چیف کمشنر کی طرف سے حکم آیا ہے کہ مجرم کو آدھی رات کے وقت پھانسی دے دی جائے اس لیے اچھا ہوا تم پہلے آ گئے۔ نہیں تو میں تمہاری طرف اپنا آدمی دوڑانے ہی والا تھا۔"

ڈاکٹر پٹنی نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا:

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی قبر کا بندوبست کر لیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا؟ کیونکہ یہ لاوارث لاش ہو گی۔ اس کا کوئی
رشتے دار وغیرہ نہیں ہے۔"
سپرنٹنڈنٹ بولا: "ڈاکٹر! ہم نے اسے جیل کی دیوار
کے پیچھے ویران قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ
کیا ہے۔ مگر وہاں ابھی قبر تیار نہیں ہو سکی۔"
ڈاکٹر پٹنی کو کچھ تشویش ہوئی۔ کہنے لگا:
"تو پھر اسے کب دفن کیا جائے گا؟ لاش تو خراب
ہو جائے گی۔"
سپرنٹنڈنٹ نے کاغذات کی کتاب بند کر دی اور کہا:
"ہم صبح تک لاش کو تابوت میں ڈال کر
جیل کے مُردہ گھر میں رکھیں گے۔ وہاں برف
پہلے سے لگا دی گئی ہے۔ لاش خراب نہیں
ہو گی۔ صبح قبر بھی کھدوا دی جائے گی۔"
ڈاکٹر پٹنی کے ذہن میں ایک نئی اسکیم تیزی سے تیار
ہو گئی تھی۔ ناگ ابھی تک اس کے لمبے سیاہ کوٹ
کے پیچھے چمٹا ہوا تھا اور یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔
ڈاکٹر پٹنی اٹھا اور بولا:
"میں مجرم کا ڈاکٹری معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔"
"ضرور ڈاکٹر ضرور — یہ تو تمہاری ڈیوٹی میں

شامل ہے۔"
یہ کہہ کر جیل کا سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر کو ساتھ لے کر
پھانسی پانے والے قاتل کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ ناگ
اب ڈاکٹر پٹنی کے کوٹ کے چوڑے کالر کے نیچے آ
کر باہر جھانک رہا تھا۔ کوٹھڑی میں زیادہ روشنی نہیں
تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں ایک بنچ پر سوکھے
گھاس کا گدیلا پڑا ہے جس پر ایک ہٹا کٹا آدمی جس
کا سر منڈا ہوا ہے سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھا ہے۔ جیل
کے سپرنٹنڈنٹ کے پیچھے دو سپاہی بندوقیں لیے چوکس
کھڑے تھے۔ قاتل کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔
اس نے حاکمانہ انداز میں کہا:
"ڈاکٹر تمہارا ڈاکٹری معائنہ کرنے آیا ہے۔"
قاتل نے چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا
تھا۔ اس پر موت کا خوف طاری تھا۔ ڈاکٹر پٹنی نے
ٹونٹی لگا کر مجرم کے دل کی دھڑکن نوٹ کی اور کہا:
"ٹھیک ہے۔"
یہ لوگ پھانسی کی کوٹھڑی سے باہر آ گئے۔ ڈاکٹر
پٹنی پھانسی گھر میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ناگ ابھی
تک اس کے لمبے گرم کوٹ کے چوڑے کالر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے چھپا ہوا تھا۔ ناگ اتنا چھوٹا سانپ بنا ہوا تھا کہ اس پر کسی کی نظر پڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ ویسے بھی وہاں اندھیرا اندھیرا تھا۔ ایک مجسٹریٹ بھی وہاں پہلے سے موجود تھا۔ تھوڑی دیر میں چار آدمی مجرم کو لے آئے۔ ایک خالی تابوت چبوترے کے قریب ہی رکھا تھا۔ مجرم کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔ انسان غصے یا حرص و ہوس یا لالچ میں آکر دوسرے کا خون تو بہا دیتا ہے لیکن جب اس کی سزا ملتی ہے تو اس کا جسم کانپ رہا ہوتا ہے۔ دل لرز رہا ہوتا ہے اور وہ پچھتاتا ہے کہ کاش میں عقل سے کام لیتا اور غصے پر قابو پا لیتا مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

قاتل کو پھانسی دے دی گئی۔ ڈاکٹر پٹنی نے اس کی موت کی تصدیق کر کے سرٹیفکیٹ دے دیا۔ پھر اس کی لاش تابوت میں ڈال کر مردہ خانے کے ٹھنڈے کمرے میں پہنچا دی گئی۔ جیل سپرنٹنڈنٹ اور مجسٹریٹ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ڈاکٹر پٹنی کیسے جا سکتا تھا۔ اسے تو اپنی اسکیم پر عمل شروع کرنا تھا۔ وہ بہانہ بنا کر باتھ روم میں چلا گیا۔ پھر اپنا بیگ لیے باہر نکلا اور مردہ خانے کی طرف چل پڑا۔

مردہ خانے کے باہر ایک سنتری برائے نام ہی پہرہ دے رہا تھا۔ کیوں کہ مردہ خانے میں کوئی کیا چوری کرنے یا کسی کو اغوا کرنے آئے گا بھلا۔ سنتری باہر بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

ڈاکٹر پٹنی کو دیکھ کر وہ ایک دم بولا:

"کون ہے؟"

ڈاکٹر پٹنی نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میں ہوں ڈاکٹر پٹنی! میں لاش کا ایک بار پھر معائنہ کرنے آیا ہوں۔ دراصل میں تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مر گیا ہے"۔

سنتری نے نیند بھری آواز میں کہا:

"دروازہ کھلا ہے ڈاکٹر! اندر لاش تابوت میں رکھی ہے جا کر معائنہ کر لو"۔

سنتری ڈاکٹر کو پہچانتا تھا۔ ڈاکٹر پٹنی جلدی سے مردہ خانے میں گھس گیا۔ مردہ خانے میں برف کے بڑے بڑے بلاک رکھے تھے۔ ان کے درمیان ایک تابوت پڑا تھا جس میں میخیں ٹھکی تھیں۔ ڈاکٹر پٹنی نے قریب ہی دیوار کے ساتھ لگا ہوا آنکڑا اٹھایا اور تابوت کے بڑے کیل آہستہ آہستہ سے اکھاڑ کر تابوت کا منہ کھول دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ ڈاکٹر پٹنی کے کالر کے ساتھ چپکا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے قاتل کی لاش کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر پیچھے کر دیا۔ اب وہ ایک ماہر ڈاکٹر بن گیا جو لاش کی چیر پھاڑ کرنے والا ہو۔ پھر اس نے اپنے بیگ میں سے ایک چھوٹی مگر بے حد تیز دندانوں والی آری نکالی۔ اسے لاش کی گردن پر رکھ کر زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے اندر ڈاکٹر پٹنی نے لاش کا سر کاٹ کر اسے کاغذ میں لپیٹا اور اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ بیگ کو بند کیا۔ پھر لاش کے اوپر کپڑا ڈالا اور تابوت کا ڈھکنا میخوں سے اچھی طرح بند کر دیا۔

مردہ خانے سے باہر نکل کر ڈاکٹر پٹنی نے سنتری سے کہا:

"ٹھیک ہے۔ لاش زندہ نہیں۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔"

سنتری اونگھ رہا تھا۔ ذرا سی ہاں کہہ کر دوبارہ اونگھنے لگا۔

ڈاکٹر پٹنی بیگ ہاتھ میں اٹھائے تیز تیز قدموں سے جیل کے بڑے گیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہاں اس کو

گھر پہنچانے کے لیے گھوڑا گاڑی تیار کھڑی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ گیا اور گاڑی اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی۔ ناگ چونکہ ڈاکٹر کے کوٹ کے کالر کے ساتھ اندر کی جانب چپکا ہوا تھا اس لیے اس نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر کا دل زور زور سے دھڑک رہا ہے۔ اپنے مکان پر پہنچ کر ڈاکٹر پٹنی نے بیگ کو پہلی منزل میں اس کمرے کے کونے میں رکھ دیا جہاں پرانے کپڑے رکھے جاتے تھے۔ پھر باتھ روم میں گیا اور گرم پانی سے منہ ہاتھ دھونے لگا۔ ناگ اس وقت اس کے کوٹ کے کالر میں سے نکل کر اس کے پیچھے سے ہوتا ہوا فرش پر آ گیا تھا۔ فرش پر رینگتا وہ مکان کے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔

ناگ کو معلوم تھا کہ اب یہ سنگ دل ڈاکٹر پرانے قلعے کی طرف جائے گا۔ جہاں اس کے دوسرے شیطان صفت ڈاکٹر ساتھی انتظار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹری ایک مقدس پیشہ ہے۔ جو بھی ڈاکٹر بنتا ہے وہ لوگوں کی خدمت کے لیے ڈاکٹر بنتا ہے۔ مگر ان میں کچھ ایسے ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں۔ جو غلط راستے پر چل نکلتے ہیں اور یوں اس مقدس پیشے کو بدنام کرنے کا باعث بنتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور آج سے دو سو برس پہلے تو لندن اور فرانس میں ایسے ڈاکٹر عام ہوا کرتے تھے جو انسان دشمن کاموں میں لگے رہتے تھے۔ یہ تینوں ڈاکٹر بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ ڈاکٹر پٹنی مکان سے باہر نکلا۔ ایک گھوڑا گاڑی وہاں سے گذری تو ڈاکٹر نے اسے آواز دے کر روک لیا۔ بازار سنسان ویران نیم روشن اور دھند میں ڈوبے ہوئے تھے۔ وہ گھوڑا گاڑی میں بیٹھ گیا اور کوچوان کو شہر سے باہر چلنے کو کہا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ شہر کے باہر آ کر گھوڑا گاڑی ایک حویلی کے پیچھے رک گئی۔ ڈاکٹر پٹنی باہر نکلا۔ کوچوان کو پیسے دے کر چلے جانے کو کہا اور خود حویلی کی تاریک ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ ناگ سوچنے لگا کہ یہ شخص اس حویلی میں کیا کرنے گیا ہے۔ بیگ ڈاکٹر کے ہاتھ ہی میں تھا۔ اتنے میں حویلی کی ڈیوڑھی میں سے سیاہ رنگ کا ایک گھوڑا تیز تیز چلتا باہر نکلا اور سڑک پر آتے ہی سرپٹ دوڑنے لگا۔ اس گھوڑے پر ڈاکٹر پٹنی سوار تھا۔ بیگ گھوڑے کی گردن کے ساتھ بندھا تھا۔

ناگ بھی عقاب کی شکل میں رات کے اندھیرے میں ڈاکٹر پٹنی کے گھوڑے کے اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ آدھی رات کے ٹھنڈے یخ اندھیرے میں قلعے کی عمارت ایک بہت بڑے بھوت کی طرح سر اٹھائے کھڑی تھی۔ آس پاس کا ماحول جیسے کسی لاش طرح ساکت تھا۔ گھوڑا قلعے کے بڑے دروازے میں سے گذر کر احاطے میں ڈھلان پر جا کر رک گیا۔ ڈاکٹر پٹنی نے گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور بیگ ہاتھ میں لیے تیز تیز قدم اٹھاتا ڈھلان سے نیچے اتر کر موم جامے کا بھاری پردہ اٹھا کر دوسری طرف چلا گیا۔

ناگ نے بھی عقاب سے سانپ کی شکل بدلی اور اندھیرے میں ڈھلان پر رینگتا قلعے کے وسیع ہال کمرے میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ تینوں شیطانی ڈاکٹر سٹریچر والی لاش کے سرہانے جھکے ہوئے آپریشن شروع کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بیگ میں سے قاتل کا سر نکال کر ایک طشت میں پڑا تھا۔ لالٹین کی روشنی لاش کے سر پر پڑ رہی تھی۔ ناگ فرش کی بجائے رینگتا ہوا سامنے والی دیوار پر چڑھ گیا۔ یہاں سے اسے آپریشن کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر جارج کے ہاتھ میں چھوٹی سی آری تھی۔ اس نے آری کو سٹریچر پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بندھی ہوئی لاش کے ماتھے پر رکھا اور زور سے ہا
چلایا ہی تھا کہ لاش کے حلق سے وہی غراہٹ کی بھی
آواز بلند ہوئی۔

ڈاکٹر جارج نے پٹنی سے کہا:

"اسے اچھی طرح سے کس کر باندھو۔ میں چاہتا ہوں کہ زندہ ہی اس کا دماغ نکال کر قاتل کا دماغ لگا دیا جائے۔"

دونوں ڈاکٹروں نے لاش کے سر کے گرد شکنجے کو ا
زیادہ کس دیا۔ اب ڈاکٹر کی آری تیزی سے چلنے لگی۔ لاش
منہ میں نیچے تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا جس کی وجہ سے
غراہٹ کی آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کوئی کسی گہرے کنو
میں درد سے بلبلا رہا ہو۔ ڈاکٹر جارج نے دیکھتے دیکھتے لا
کی کھوپڑی کا اوپر والا حصہ کھول دیا۔ زندہ لاش کا سفید
سفید دماغ نظر آنے لگا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں دوسری طر
کرلیں۔ وہ یہ بھیانک منظر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

○

خطرناک ٹھگنا شیطان

لاش میں قاتل کا دماغ لگا دیا گیا۔

قاتل کے سر کی کھوپڑی خالی پڑی تھی۔ اسے ڈاکٹر پٹنی نے اٹھا کر ایک طرف کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا۔ اب وہ تینوں مل کر لاش کی کھوپڑی کو بند کر کے اسے لوہے کی باریک تاروں سے بند کر رہے تھے۔ کھوپڑی بند ہو گئی تو اس پر سر کی کھال چڑھا کر سی دیا گیا۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ لاش کا دماغ بدل دیا گیا تھا۔ لاش سٹریچر پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔ پہلے اس کے حلق سے غراہٹ کی آواز آ جاتی تھی۔ اب یہ آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ جیسے لاش مر گئی ہے۔ وہ زندہ نہیں ہے۔ اسے قلعے کے باہر بادلوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ پھر بجلی کی چمک اندر دم بھر کے لئے چمکی اور باہر بارش شروع ہو گئی۔ سرد ویران رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سنسان گھپ اندھیرے میں بارش کی آواز ے
ناگ کو ایک جھرجھری سی آ گئی۔ باہر یخ بستہ تاریک
رات میں بارش ہو رہی تھی اور شکستہ قلعے کے اند
یہ تینوں شیطان صفت ڈاکٹر لاش کے سینے میں چھو
ساشگاف ڈالنے کے بعد اس کے دل کی مالش کر
رہے تھے تاکہ وہ پھر سے دھڑکنا شروع ہو جا
تینوں کے چہروں پر تشویش تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں
نے ایک دوسرے کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔ لاش
کا دل دھڑکنے لگا تھا۔ جلدی جلدی لاش کا سینہ
کر کے ٹانکے لگا کر اوپر پٹی کس کر باندھ دی گئی۔

ڈاکٹر جارج نے کپڑے سے اپنا چہرہ صاف کر کے کہا
"ہمارا ایک منصوبہ تو ختم ہو گیا۔ اب دوسرا منصوبہ
شروع ہونے والا ہے۔"

نکوما کہنے لگا:

"ہمیں اس لاش کو یہاں سے لے جا کر کسی
دوسری جگہ تہہ خانے میں رکھ دینا چاہیے۔"

جارج بولا: "اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں۔
ہم اب لاش کو قلعے کے نیچے جو اندھیری
سرنگ کا تہہ خانہ ہے وہاں رکھیں گے۔

وہاں اس پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکے گی۔
یہ صرف ہمارے اشارے پر اٹھے گی اور ہمارے
اشارے پر کام کرے گی۔"

نکوما بولا: "جارج! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ
ہمارے دوست پٹنی کی مدد سے ہمیں ایک
قاتل کا دماغ مل گیا۔ ورنہ ہمیں کسی جرائم پیشہ
آدمی کو ہلاک کرنا پڑتا۔"

ٹھگنا جارج بولا:

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ کیوں کہ اس لاش کے
لئے کسی بدمعاش قاتل کے دماغ کی ہی ضرورت
تھی۔ کسی شریف آدمی کا دماغ ہمارے کام
نہیں آ سکتا تھا۔ ایک قاتل کا دماغ ہی
ہمارے حکم کی شوق سے پابندی کر سکتا ہے۔"

پٹنی کہنے لگا:

"کیا خیال ہے ہم لاش کو نیچے تہہ خانے
میں پہنچا دیں؟"

"کیوں نہیں؟ باہر بارش ہو رہی ہے۔ ابھی ہم
واپس اپنے اپنے گھروں کو بھی نہیں جا سکتے۔
پھر کیوں نہ لاش کو ہی اس کے اصل ٹھکانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر پہنچا دیں آؤ میرے ساتھ۔"

اور وہ لاش کے سٹریچر کو دھکیلتے ہوئے کمرے کے ایک تاریک ادھ کھُلے دروازے میں سے گزر کر اندر چلے گئے۔ ناگ دیوار پر ہی چمٹا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ لاش سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے وہ اس سے کوئی اچھا اور نیک کام نہیں لینے والے تھے۔ اسی لیے انہوں نے لاش میں ایک قاتل کا دماغ لگا دیا تھا۔ ناگ کو ماریا کا بھی خیال آ رہا تھا کہ وہ اس شہر میں آ کر کہاں غائب ہو سکتی ہے؟ وہ ضرور اسی شہر کی کسی پُراسرار تاریک گلی کے مکان میں یا کسی سرائے میں یا کسی ویران باغ میں ہوگی لیکن اس کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟ وہ ضرور انسانی شکل میں ہو گی یا غائب حالت میں ہو گی۔ بہرحال ایک بات کا ناگ کو یقین تھا کہ چونکہ بقول دیوداسی چندریکا کے ماریا کا طلسم ٹوٹ چکا ہے اس لیے وہ سانپ کی حالت میں نہیں ہو گی۔

ناگ انہی خیالوں میں گم دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا تھا کہ تینوں خبیث آدمی تہہ خانے کو جانے والے زینے کے دروازے پر نمودار ہوئے۔ وہ بہت خوش تھے۔

وہ اوپر ہال میں آ کر آتشدان کے آگے بچھے ہوئے پرانے قالین پر بیٹھ کر آگ تاپنے لگے۔ باہر بارش تیز ہو گئی تھی۔ موم جامے کا پردہ سخت ٹھنڈی ہوا میں اوپر کو اٹھ جاتا تھا۔ تینوں شیطانی آدمی ایک دوسرے کے بالکل ساتھ لگ کر آتش دان کی آگ کے سامنے بیٹھے اپنے ہاتھ تاپ رہے تھے۔

ناگ کو خیال آیا کہ کیوں نہ نیچے جا کر دیکھے کہ انہوں نے لاش کس جگہ رکھی ہے۔ ناگ دیوار پر اس طرف رینگنے لگا جدھر تہہ خانے کو جانے والا زینہ تھا۔

زینہ تاریک تھا۔ پرانے پتھروں کی چوڑی چوڑی سات آٹھ سیڑھیاں بنی تھیں۔ ناگ سیڑھیوں میں اتر گیا۔ آگے پہلے تو ناگ کو سوائے گھُپ اندھیرے کے اور کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ رُک کر اندھیرے میں غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ارد گرد پتھروں کی بنی ہوئی سیاہ دیواریں تھیں۔ کوئی تہہ خانہ نہیں تھا۔ ناگ حیران ہوا کہ یہ شیطان آدمی لاش کہاں چھوڑ گئے ہیں۔ اچانک ناگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی لمبے لمبے اکھڑے اکھڑے آخری سانس لے رہا ہو۔ ناگ غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ یہ انسانی آواز تھی مگر ایسی جیسے کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرنے والا ہو اور لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔ سانسوں کی آواز بڑی کمزور اور خوف دلانے والی ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے خود موت سانس رہی ہو۔ ناگ ذرا آگے رینگا تو اسے احساس کہ اس کے نیچے پتھر کا فرش نہیں بلکہ لکڑی کا ہے۔ ناگ نے اپنا سر لکڑی کے تختے کے سا لگا دیا۔ اکھڑے اکھڑے ڈراؤنے سانسوں کی آواز تختے کے نیچے سے آ رہی تھی۔

ضرور اس تختے کے نیچے تہہ خانہ ہے جہاں شی آدمیوں نے لاش کو چھپا رکھا ہے اور یہ آواز لا کے سانسوں کی ہی ہو سکتی تھی۔ ناگ کو تعجب ہوا لاش پہلے مُردہ تھی۔

پھر قاتل کا دماغ لگنے سے زندہ ہو گئی ایک عجیب بات تھی۔ ناگ تہہ خانے میں جانے لیے تختے میں کوئی سوراخ تلاش کر رہا تھا کہ ا تختے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ پھر تختے نے آہستہ اوپر اُٹھنا شروع کیا۔ ناگ تیزی سے ایک طرف ہٹ کر زینے کی دیوار کے ساتھ جا لگا۔ وہ آنکھیں کھو اندھیرے میں لکڑی کے تختے کو دیکھ رہا تھا جو آہ

آہستہ اوپر اُٹھ رہا تھا۔

ایک چرچراہٹ کے ساتھ تختہ ایک طرف کھسک گیا اور ناگ چونک اٹھا۔ اندر ایک قبر نما گڑھا تھا جس میں لاش دونوں بازو اوپر اٹھائے کھڑی تھی۔ لاش یوں ساکت تھی جیسے پتھر کی ہو۔ اس کے حلق سے گہرے لمبے سانسوں کی ڈراؤنی آواز آ رہی تھی۔ ناگ پریشان ہو گیا کہ یہ لاش اچانک اپنے آپ کیسے باہر نکل آئی ہے۔ لاش کی آنکھیں اندھیرے میں بالکل سفید تھیں۔ کیونکہ ڈیلے اوپر کو چڑھے ہوئے تھے۔ ناگ نے اپنے سفر کے دوران کئی لاشیں دیکھی تھیں۔ مگر یہ لاش ان سب سے مختلف تھی۔ کیوں کہ اس میں لاش کا اپنا دماغ نہیں تھا بلکہ ایک قاتل کا دماغ لگا دیا گیا تھا۔ لاش گڑھے سے باہر نکل کر رک رک کر قدم اٹھاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ ناگ لپک کر سیڑھیوں کی دیوار پر سے رینگتا ہوا اوپر ہال میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ٹھگنا جارج وہاں نہیں تھا۔ باقی دونوں شیطانی ڈاکٹر یعنی پٹنی اور بمبوما آتشدان کے سامنے بیٹھے بیٹھے وہیں قالین پر سو گئے تھے۔ ناگ خاموشی سے دیوار کے ساتھ چمٹ کر تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف رینگنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ گہرے سانسوں کی آواز سیڑھیوں میں سے اوپر
چلی آ رہی تھی۔ پھر لاش نمودار ہوئی۔ اس کی کھوپڑی
لگے ہوئے لوہے کے تاروں کے ٹانکے صاف نظر آ
تھے۔ اس کے سینے پر پٹی بندھی تھی۔ جسم پر چیتھڑ
سے لٹک رہے تھے۔ وہ بالکل سیدھی چل رہی تھی
چلتے وقت اس کے بازو بالکل نہیں ہل رہے ت
بلکہ پہلوؤں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ لاش آتشدا
کی طرف بڑھنے لگی۔ ناگ کھلی کھلی آنکھوں سے ا
کو تک رہا تھا۔ آتشدان کے پاس سوئے ہوئے د
شیطانی آدمیوں کو احساس تک نہیں تھا کہ موت ان
سر پر پہنچ چکی ہے۔ لاش دونوں بے خبر سوئے ہو
آدمیوں کے بالکل سر پر آ کر رک گئی۔ اس کے ح
سے گہرے سانسوں کی آواز صاف سنائی دے رہ
تھی۔ لاش کا سر کسی مشینی روبوٹ کی طرح آہستہ آہ
نیچے کو ہو گیا۔ لاش جیسے دونوں سوئے ہوئے آدمیو
کو تک رہی تھی۔ آتشدان میں پتھر کے کوئلے دہک
رہے تھے۔ لاش کے بازوؤں کو حرکت ہوئی۔ لاش کے
لمبی لمبی انگلیوں والے کٹے پھٹے ہاتھ ایک آدمی ک
گردن کی طرف بڑھنے لگے۔ پٹنی کی گردن تک تو لاش

کے ہاتھ بڑے آرام اور آہستگی سے گئے مگر گردن
کے قریب پہنچ کر بجلی ایسی تیزی کے ساتھ لاش کے
ہاتھوں نے ڈاکٹر پٹنی کی گردن کو اپنے شکنجے میں اس
طرح جکڑ لیا کہ پٹنی کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہ
نکل سکی۔ مگر اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔
لاش میں اتنی زبردست طاقت تھی کہ اس نے بدقسمت
آدمی کو مُردہ چوہے کی طرح فرش سے اُوپر اٹھا لیا۔
دو جھٹکے دیئے۔ پٹنی کی گردن کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ
مر چکا تھا۔ پھر لاش نے اسے وہیں قالین پر لٹا دیا
اس کے بعد اس طرح دوسرے شیطانی ڈاکٹر کی گردن کو
تیزی سے دبوچا اور اوپر اٹھا کر تین جھٹکے دیئے۔
دوسرے بدقسمت کی بھی گردن ٹوٹ گئی۔ لاش نے
دونوں مُردہ آدمیوں کو وہیں چھوڑا اور آہستہ آہستہ
واپس مڑی اور ہال کمرے سے باہر جانے والے راستے
پر لگے موم جامے کے موٹے پردے کی طرف چلنے لگی۔
تیز ہوا میں پردہ آگے پیچھے ہل رہا تھا۔ باہر سے
بارش کی بوچھاڑ اندر آ رہی تھی۔ باہر موسلا دھار بارش
ہو رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی رہ رہ کر
چمکتی تھی۔ خدا جانے ٹھگنے قد کا جارج کہاں چلا گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ خوش قسمت تھا کہ بچ گیا۔ لاش نے موم جامے کا پردے پر زور سے ہاتھ مارا۔ موٹا پردہ پھٹ کر نیچے گر پڑا۔ لاش ڈھلانی راستے کی چڑھائی چڑھنے لگی، ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ لاش جاتی کہاں ہے؟

لاش، ڈھلانی راستے پر سے ہوتی ہوئی قلعے کے ویران، بارش میں بھیگتے اجاڑ احاطے میں آ گئی۔ لاش بارش میں بھیگ رہی تھی۔ لاش نے اپنا چہرہ سیاہ بادلوں بھرے آسمان کی طرف اٹھایا اس کے حلق سے ایک غراہٹ کی آواز نکلی۔ بجلی چمکی۔ کڑک پیدا ہوئی اور ناگ نے تیز بارش میں لاش کو دیکھا جو آسمانی بجلی کی چمک میں ایک پل کے لیے بالکل سفید پڑ گئی تھی۔ بادل گرجے تو لاش ایک طرف کو چلنے لگی۔

وہ اندھیری رات کی بارش میں کچھ دور گئی ہو گی کہ لاش نے دیکھا کہ ایک طرف سے ٹھگنا جارج برساتی سر پر ڈالے قلعے کے ڈھلانی راستے کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے لاش کو نہیں دیکھا تھا۔ ناگ ڈھلانی راستے کی چھت کے ساتھ لگا تھا یہاں بارش کا پانی نہیں آ رہا تھا۔ ٹھگنے جارج نے موم جامے

کے پردے کو زمین پر پڑے دیکھا تو گھبرا کر نیچے کو دوڑا۔ ناگ بھی پیچھے کی طرف لپکا۔ ٹھگنے جارج نے ہال میں جاتے ہی اپنے دونوں ساتھیوں کی لاشیں دیکھیں تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ دوڑ کر نیچے تہ خانے میں گیا۔ لاش وہاں نہیں تھی۔ بھاگ کر باہر بارش میں آیا۔ قلعے کا احاطہ تاریک رات کی بارش میں بھیگ رہا تھا۔ لاش یہاں بھی نہیں تھی۔ ٹھگنا جارج لاش کی تلاش میں جانے کی بجائے ہال میں دیوار کے ساتھ لگی لکڑی کی پرانی الماری کی طرف دوڑا۔ جلدی سے اسے کھولا۔ اندر سے ایک چھوٹا سا گول ڈبہ نکال کر اس کا ڈھکنا کھولا۔ اس گول ڈبے میں لاش کے اپنے اصلی دماغ کا ایک چھوٹا سا سفید ٹکڑا پڑا تھا۔

ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے ٹکڑے پر انگلی رکھ دی اور کہا:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ واپس قلعے میں آ جاؤ۔"

ناگ کے لیے یہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔ کیا یہ شیطان لاش کو واپس بلا رہا تھا؟ کیا یہ لاش کو واپس بلا سکتا ہے؟ کیا لاش کے دماغ کا ٹکڑا اس کا حکم مان لے گا؟ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ناگ کو باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارش کی آواز میں ایک مختلف آواز سنائی دی۔ یہ کسی کے بھاری قدموں کی آواز تھی۔ کوئی بارش کے پانی میں شڑاپ شڑاپ کرتا چلا آ رہا تھا۔ کیا یہ لاش واپس آ رہی ہے؟

ناگ کی آنکھیں ڈھلانی راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک ہلکے ہلکے اندھیرے میں لاش کا ہیولا نمودار ہوا۔ لاش بالکل سیدھی چلی آ رہی تھی۔ وہ بغیر رکے لمبے لمبے مگر رک رک کر قدم اٹھاتی ٹھگنے جارج کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ٹھگنے جارج کی انگلی گول ڈبے میں پڑے لاش کے دماغ کے ٹکڑے پر تھی۔ اس نے حکم دیا:

"آتشدان کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔"

لاش اس کا حکم برابر مان رہی تھی۔ وہ آتشدان کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے پیچھے کی جانب انگلی لے جا کر ایک خاص جگہ کو دبایا اور کہا:

"نظروں سے اوجھل ہو جاؤ۔"

ناگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ وہاں لاش کے جسم کی بجائے اس کا پھیکا دھندلا پتلا سایہ رہ گیا تھا۔ اصل میں لاش غائب ہو گئی تھی۔ ناگ کو اس کا دھندلا

سایہ اس لیے نظر آ رہا تھا کہ ناگ کی آنکھوں میں مت کال بوٹی کے سرمے کی سلائیاں لگی تھیں جن کی وجہ سے اسے ہر غائب شے نظر آ جاتی تھی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کو حکم دیا:

"تہہ خانے میں جا کر لیٹ جاؤ اور جاتے ہوئے مجھے اپنی نشانی دے جانا۔"

لاش اپنی جگہ سے مڑی۔ تہہ خانے کے زینے کے پاس آ کر ایک پل کے لیے رکی۔ وہاں دیوار کے ساتھ لوہے کی ایک سلاخ پڑی تھی۔ لاش کے سائے نے سلاخ کو اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ ٹھگنے جارج کو بھی لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے اس نے لاش سے اس کے تہہ خانے میں جانے کی نشانی مانگی تھی۔ لاش تہہ خانے کی سیڑھیوں میں اتر گئی۔ ٹھگنے جارج نے لاش کے دماغ کے ٹکڑے والی گول ڈبی اپنی جیب میں رکھ لی اور اپنے ساتھیوں کی لاشوں کے پاس بیٹھ کر ان کی گردنوں کا غور سے جائزہ لینے لگا۔

اس کا مطلب تھا کہ لاش کا کنٹرول ٹھگنے جارج کی جیب میں تھا۔ یہ لاش کے دماغ کا وہ ٹکڑا تھا جہاں قدرت کی طرف سے انسان کو دی ہوئی بے پناہ طاقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتی ہے مگر انسان کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک سائنس دان کا کہنا ہے کہ اگر انسان کو اپنی خفیہ طاقتوں کا علم ہو جائے تو ممکن ہے کہ وہ ہوا میں اڑنے لگے اور بڑے سے بڑے پہاڑ کو انگلی کے اشارے سے اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ مگر ان طاقتوں کا انسان کی زندگی میں پتہ نہیں چلتا۔ کیوں کہ انسان اپنے اندر کا سراغ لگانے اور اپنی کھوج لگانے کی بجائے دولت اور حرص و ہوس کی تلاش میں پریشان رہتا ہے اور اس طرف اس کا دھیان ہی نہیں جاتا کہ قدرت نے اسے کیا کیا نعمتیں عطا کر رکھی ہیں۔

ٹھگنے جارج کو اب ہم ٹھگنا جارج نہیں بلکہ ٹھگنا شیطان کہیں گے۔ ٹھگنے شیطان نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو باری باری اٹھایا اور اسے قلعے کے احاطے کے ایک ویران کنوئیں میں پھینک دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ٹھگنا شیطان ویران قلعے میں جانے کی بجائے اندھیری رات کی بارش میں تیز تیز قدموں سے شہر کی طرف جاتی سڑک پر چلنے لگا۔ ناگ بھی قلعے کی دیوار سے نیچے اتر آیا۔ وہ ٹھگنے شیطان کا پیچھا کر کے

معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے ارادے کیا ہیں اور یہ لاش سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ ناگ نے چھوٹے پرندے کی شکل بدلی اور رات کے اندھیرے میں بارش میں اڑتا ٹھگنے شیطان کے اوپر فضا میں اڑنے لگا۔

ٹھگنے شیطان نے کالے رنگ کی برساتی پہن کر اس کے کالر اوپر اٹھا رکھے تھے۔ اس کے سر پر بھی سیاہ رنگ کی ہیٹ تھی جو اس کی آنکھوں پر آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ ارد گرد کھیتوں میں دُور دُور تک تاریکی تھی۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان کھیتوں کی درمیانی چھوٹی سی پتھریلی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ دُور پرانے شہر کی سیاہ عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں۔ ایک جگہ پہنچ کر ٹھگنا شیطان کھیت میں مُڑ گیا۔

یہاں ایک طویلہ سا بنا ہوا تھا۔ طویلے میں بندھے ہوئے گھوڑے کو کھولا اور اس پر بیٹھ کر شہر کی طرف گھوڑے کو دوڑا دیا۔ ناگ نے بھی اپنی رفتار فضا میں تیز کر دی۔ شہر کی تنگ و تاریک گلیاں بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ سخت سردی اور بارش کی وجہ سے مکانوں کی آگے کو جھکے ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھجوں والی کھڑکیاں بند تھیں۔ گلیوں میں اندھیرا تھا۔ ٹھگنا شیطان اپنے پرانے مکان کے باہر رُک گیا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر اسے ایک طرف گلی کے باہر لگے کھمبے سے باندھا اور خود مکان کے اندر چلا گیا۔

ناگ کھمبے کے اوپر بارش میں بیٹھ گیا۔ اسے مکان کے اندر جانا تھا۔ مگر وہ سوچ رہا تھا کہ سانپ کی شکل میں اندر جائے یا کوئی دوسری شکل اختیار کرے۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مکان کی دوسری منزل میں روشنی ہوئی۔ ٹھگنے شیطان نے لیمپ روشن کر دیا تھا ناگ اڑ کر کھڑکی کے بالکل سامنے والے مکان کے چھجے پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے دوسری منزل کا کمرہ بالکل صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان ایک الماری کھولے اس کے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔ پھر وہ کھڑکی کے پاس آیا۔ کھڑکی کے شیشے چڑھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک نگاہ گلی میں ڈالی۔ گلی سنسان، تاریک اور بارش میں بھیگ رہی تھی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ پلنگ پر بیٹھ گیا اور جیب سے لاش کے دماغ والی ڈبی نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ اسے کھولا اور لاش کے دماغ والے

ٹکڑے پر اپنی انگلی رکھ کر کچھ کہنے لگا۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ ناگ اس کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔

اب ناگ کو افسوس ہوا کہ وہ مکان کے اندر کیوں نہ چلا گیا۔ کم از کم اسے یہ تو پتہ چل جاتا کہ یہ شیطان لاش کو کیا کہہ رہا ہے۔ مگر اب ناگ اندر نہیں جا سکتا تھا۔ مجبور ہو کر مکان کے چھجے پر بیٹھا ٹھگنے شیطان کی طرف دیکھتا رہا۔ ناگ کو یقین تھا کہ یہ شیطان لاش کو کوئی حکم دے رہا ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ لاش قلعے سے باہر نکل کر کہاں جائے گی۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ لاش کے پاس چلا جائے۔

یہ سوچتے ہی ناگ مکان کے چھجے سے اڑا اور جتنی تیز اڑ سکتا تھا۔ شہر سے باہر والے ویران قلعے کی طرف اڑنے لگا۔ تیز ہوا، بارش اور سخت سردی اور دھند اس کا راستہ روک رہی تھی مگر ناگ ان تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کرتا اڑتا چلا گیا۔ اگرچہ بے حد اندھیری رات تھی، اور بارش موسلا دھار ہو رہی تھی لیکن ناگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس کی نظریں نیچے قلعے سے آنے والی پتھریلی سڑک پر لگی تھیں۔ اچانک اسے قلعے کے قریب سڑک پر ایک انسانی سایہ نظر آیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو آہستہ آہستہ مگر لمبے لمبے قدم اٹھاتا شہر کی طرف چلا آ رہا تھا۔ ناگ اڑان بھر کر اس سائے کے اوپر پہنچا۔ یہ قلعے کی لاش تھی۔ جو ٹھگنے جارج کے حکم پر قلعے کے تہہ خانے سے نکل کر اس کے حکم کے مطابق نہ جانے کدھر جا رہی تھی۔

ناگ نے لاش کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

وہ لاش کے سر کے اوپر پچاس فٹ کی بلندی پر ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ لاش شہر کے بارش کی دھند میں ڈوبے پُراسرار اونچے دروازے میں سے گزر گئی۔ ناگ کا خیال تھا کہ وہ ٹھگنے شیطان کے مکان کی طرف جائے گی۔ مگر لاش دوسرے بازار کی طرف مڑ گئی۔ وہ کسی دوسری جگہ جا رہی تھی۔ دوسرے لفظوں میں ٹھگنا شیطان اسے کسی دوسری جگہ لے جا رہا تھا۔ وہ اپنے مکان کی دوسری منزل میں بیٹھا لاش کو گائیڈ کر رہا تھا۔ لاش لوگوں کی نظروں سے غائب تھی۔ ناگ کو بھی محض اس لیے لاش کا دھندلا سایہ نظر آ رہا تھا کہ ناگ نے مست کال بوٹی کے سرمے کی ایک ایک سلائی لگا رکھی تھی جس کی مدد سے وہ فضا میں موجود ہر غیبی شے کو دیکھ سکتا تھا۔

لاش کی رفتار اب آہستہ ہو گئی تھی۔ ناگ اس کے ساتھ ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ ناگ نے بھی اپنی رفتار آہستہ کر دی تھی۔ وہ خاص طور پر اس طرح اڑ رہا تھا کہ اس کے پروں کی آواز پیدا نہ ہو۔ لاش بارش میں بھیگتی گلی سے نکلی تو آگے بازار آ گیا۔ اس بازار میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ دور ایک عمارت کے باہر لیمپ روشن تھا جس کی روشنی بارش دھند اور سخت سردی کی وجہ سے وہیں کپکپا رہی تھی اور زیادہ دور تک نہیں جا رہی تھی۔ لاش کا رخ اس عمارت کی طرف تھا۔ وہ کیچڑ میں بھاری بوجھل قدم اٹھاتی چلی جا رہی تھی۔ عمارت پرانی وضع کی تھی۔ ناگ اڑ کر پہلے ہی عمارت کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ باہر ایک اونچا لمبا سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ بارش اور سردی کی وجہ سے یہ پہرے دار ایک جگہ دروازے کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔

لاش پہرے دار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ چونکہ لاش غائب تھی اس لیے پہرے دار اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر چپ چاپ کھڑا رہا۔ عمارت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا اونچا دروازہ بند تھا۔ لاش کھڑکی کے پاس آ گئی۔ کھڑکی بھی بند تھی۔ لاش نے کھڑکی پر ہاتھ مارا۔ کھڑکی تڑاخ سے ٹوٹ کر دوسری طرف گر پڑی۔ پہرے دار کھڑکی کی طرف بھاگا۔ اس نے تلوار ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ آ کر دیکھا کہ کھڑکی ٹوٹی پڑی ہے مگر آدمی کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔ پہرے دار حیران ہو کر کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو گیا۔ اس پرانی عمارت میں بڑے قیمتی ہیرے جواہرات اور پرانے بادشاہوں کے تاج رکھے ہوئے تھے۔ پہرے دار کو لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پریشان تھا کہ کھڑکی اپنے آپ کیسے ٹوٹ گئی؟ لاش نے پہرے دار کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اسے پیچھے ٹھگنا شیطان گائیڈ کر رہا تھا۔ جو اسے کہہ رہا تھا لاش وہی کر رہی تھی۔

ایک شیشے کی الماری میں سونے کا تاج پڑا تھا جس پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ لاش نے الماری کا شیشہ توڑ دیا۔ چھناکے کی آواز آئی تو پہریدار الماری کی طرف دوڑا۔ اتنی دیر میں لاش نے تاج اٹھا لیا تھا۔ تاج لاش کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا

تھا۔ قیمتی تاج کو غائب دیکھا تو پہرے دار نے شور مچا دیا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو بلا رہا تھا۔ لاش نے پہرے دار کو چلاتے، شور مچاتے دیکھا تو اس کی طرف گھومی۔ ایک ہاتھ پہرے دار کی گردن پر زور سے مارا۔ پہرے دار کو یوں لگا جیسے کسی نے بہت بڑا پتھر اس کی گردن پر دے مارا ہو۔ وہ چکرا کر گرا اور فرش پر تڑپنے لگا۔

لاش نے قیمتی تاج کو اپنے ساتھ لیا اور عمارت سے باہر نکل آئی۔ ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لاش شاہی تاج لیے بارش میں بھیگتی سنسان رات کے اندھیرے میں ٹھگنے شیطان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ٹھگنے شیطان کے ہاتھ میں لاش کے دماغ والی ڈبی تھی۔ انگلی لاش کے ٹکڑے پر تھی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"تاج میرے پلنگ پر رکھ دیا۔"

لاش نے تاج پلنگ پر رکھ دیا۔ پلنگ پر رکھتے ہی تاج ظاہر ہو گیا اور لیمپ کی روشنی میں اس کے ہیرے جواہرات چمکنے لگے۔ ٹھگنے شیطان نے تاج کو اٹھایا اور لوہے کے ایک صندوق میں رکھ کر اسے تالا لگا دیا۔ پھر لاش کو حکم دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پرانے گرجے میں جاؤ۔ وہاں کانونٹ کے ایک کمرے میں سنہری بالوں والی ایک نوجوان لڑکی سو رہی ہو گی۔ اسے اٹھا کر یہاں اس کمرے میں لا کر بند کر دو۔"

ناگ ابھی تک باہر سامنے والے مکان کے پیچھے پر ہی تھا۔ وہ سب کچھ اسی جگہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ٹھگنے شیطان نے شاہی تاج چرا لیا ہے اب لاش کو واپس قلعے کے تہہ خانے میں بھجوا دے گا۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اب لاش ایک معصوم بچی کو اغوا کرنے جا رہی ہے۔

لاش ٹھگنے شیطان کے مکان سے باہر نکلی تو ناگ نے یہی خیال کیا کہ اب وہ واپس قلعے کی طرف جائے گی مگر وہ یہ دیکھ کر کچھ پریشان ہوا کہ لاش نے ایک بار پھر اپنا رخ پرانے شہر کی طرف کر لیا تھا۔ تو کیا یہ لاش کوئی دوسری واردات کرنے جا رہی ہے؟ ناگ نے سوچا۔ وہ لاش کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ بارش اب ہلکی ہو گئی تھی۔ مگر تاریک رات میں سنسان گلی کوچوں میں دھند اتر آئی تھی۔ سردی اتنی تھی کہ لوگ اپنے اپنے گرم لحافوں میں دبکے کھڑکیاں

دروازے بند کیے گہری نیند سو رہے تھے۔ لاش گلی کوچوں سے گزرتی ایک پرانی وضع کے گرجے کے پیچھے آ کر ایک کانونٹ کے باہر رک گئی۔ یہ ایک منزلہ کوارٹر تھا جس کو کانونٹ کہا جاتا تھا۔ اس کی دیواروں پر جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ دروازے کے باہر کوئی لیمپ روشن نہیں تھا۔ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ کوارٹر کے پیچھے ایک کھڑکی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ لاش کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ کھڑکی پر اندر کی طرف پردہ گرا ہوا ہے۔ کمرے میں روشنی نہیں تھی۔ لیمپ بجھا دیا گیا تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ لاش ضرور یہاں کسی کو ہلاک کرنے آئی ہے۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس کو ناگ کبھی پسند نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً ایک چھوٹے سانپ کا روپ بدلا اور کمرے کی چمنی میں سے گزر کر نیچے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کمرہ چھوٹا سا تھا۔ دیوار کے ساتھ لکڑی کے پلنگ پر کوئی لحاف اوپر کیے گہری نیند سو رہا تھا۔ ناگ لکڑی کے فرش پر رینگتا ہوا پلنگ کے سرہانے کی طرف چڑھ گیا۔ اس نے سر آگے کر کے دیکھا۔ پلنگ پر ایک بے حد بھولے بھالے فرشتوں ایسے معصوم چہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والی نوجوان لڑکی میٹھی نیند سو رہی تھی۔ اس کے سنہری بال سرہانے پر سونے کی تاروں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ ٹھگنے شیطان نے لاش کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اس لڑکی کو یا مار ڈالے یا اغوا کر کے لے آئے۔ ناگ پلنگ سے نیچے اتر آیا۔ اسے کھڑکی کے ایک پٹ کے اکھڑنے کی آواز آئی۔ لاش کو ٹھگنے شیطان کی طرف سے شاید ہدایت مل چکی تھی کہ وہ کھڑکی کو توڑ کر شور مچانے سے گریز کرے اور کھڑکی کے پٹ کو بغیر آواز کے کھول کر کمرے میں داخل ہو۔

ناگ بڑی الجھن میں پڑ گیا کہ اس معصوم لڑکی کو لاش سے کیسے بچائے؟ خدا جانے لاش پر سانپ کے زہر کا اثر ہوتا ہے کہ نہیں۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ لاش پر اس کے زہر کا اثر نہیں ہو گا۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی مردہ لاش ہے۔ اب کیا مرے گی؟ اگر وہ انسانی شکل میں آ کر لاش کا مقابلہ کرتا ہے تو خطرہ ہے کہ لاش ناگ کو بھی نقصان نہ پہنچا دے۔ کیونکہ ناگ، عنبر نہیں تھا۔ ناگ کو زخم بھی لگ سکتا تھا اور اس کا جسم کٹ بھی سکتا تھا۔ اس کا گلا بھی دبایا جا سکتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ پرندہ بن

کر اڑ جائے۔ لیکن یہاں معاملہ بھاگنے کا نہیں بلکہ سنہری بالوں والی معصوم لڑکی کو لاش سے بچانے کا تھا۔ ناگ ابھی اسی اُلجھن میں پھنسا ہوا تھا کہ لاش نے کھڑکی کے ایک پٹ کو آہستہ سے اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ کھڑکی کے آگے گرا ہوا بھاری پردہ ہٹایا اور اندھیرے کمرے میں داخل ہو گئی۔

ناگ نے لاش کے دھندلے سائے کو کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوتے صاف دیکھ لیا تھا۔ ناگ کے دیکھتے دیکھتے لاش نے آگے بڑھ کر سوئی ہوئی لڑکی کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ شاید یہ اس کے ہاتھ کا اثر تھا کہ لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ اس نے ذرا سی بھی آواز نہ نکالی۔ نہ کوئی حرکت کی۔ لاش نے لڑکی کو لحاف کے اندر سے کھینچا اور اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ لاش کے کاندھے پر آتے ہی لڑکی کا جسم غائب ہو گیا اور اس کی جگہ ناگ کو لڑکی کا صرف سایہ ہی نظر آنے لگا۔ ابھی تک ناگ نے لاش کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اسے اس بات کی تسلی تھی کہ لاش نے لڑکی کو ہلاک نہیں کیا بلکہ اسے اغوا کر کے لیے جا رہی ہے۔ ناگ لاش کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلکی بارش اور اندھیری رات میں بے ہوش سنہری
بالوں والی حسین لڑکی کو اٹھائے لاش لمبے لمبے ڈگ
بھرتی ٹھگنے شیطان کے مکان میں داخل ہو گئی۔ اب
ناگ کے لیے مکان کے اندر جانا ضروری ہو گیا تھا
کیوں کہ اسے لڑکی کی جان کی فکر تھی۔ ٹھگنے شیطان کے مکان
کا دروازہ لاش نے اندر سے بند کر کے لوہے کی سلاخ لگا
دی تھی۔ ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور دیوار پر
رینگتا دوسری منزل کی چمنی میں سے کمرے میں داخل ہو
گیا۔ وہ کونے میں لوہے کے بھاری صندوق کے پیچھے
سے گردن نکال کر دیکھنے لگا۔ سنہری بالوں والی حسین معصوم
لڑکی کو ٹھگنے شیطان نے پلنگ پر لٹا کر اوپر لحاف
ڈال دیا تھا۔ لاش پلنگ کے پاس ہی کھڑی تھی۔ ٹھگنے
شیطان نے ڈبی والے دماغ میں انگلی رکھ کر لاش کو
حکم دیا کہ وہ واپس قلعے کے تہہ خانے میں چلی
جائے۔ لاش وہیں سے الٹے پاؤں مڑی اور زینہ اتر
کر دروازے میں سے نکل بارش میں بھیگی سنسان
تاریک گلی کے اندھیرے میں گم ہو گئی۔

○

قبرستان کی ڈراؤنی رات

ٹھگنے شیطان نے جھک کر لڑکی کو دیکھا۔
لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ ٹھگنے شیطان کو خوب
معلوم تھا کہ لاش کے جسم کی لہروں سے لڑکی ایک
گھنٹے تک بے حس رہے گی۔ اس نے لڑکی کو لحاف
کے اندر سے نکال کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ لڑکی
کے لمبے سنہری بال نیچے جھولنے لگے۔ ٹھگنا شیطان لڑکی
کو لے کر زینہ اترنے لگا۔ ناگ بھی چپکے سے لوہے
کے صندوق کے پیچھے سے نکلا اور ٹھگنے شیطان کا
تعاقب کرنے لگا۔ وہ لڑکی کو اٹھائے نیچے زمین کے
اندر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں آگیا۔
جہاں بے حد اندھیرا اور سردی تھی۔ دیوار کے ساتھ
ایک پلنگ بچھا تھا۔ ٹھگنے شیطان نے لڑکی کو
پلنگ پر ڈال کر اوپر کمبل اور لحاف ڈال دیئے۔
جلدی سے لیمپ روشن کیا۔ ناگ کونے میں ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹوکری کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ لیمپ کی دھیمی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ تہہ خانہ بے حد شکستہ اور پراسرار تھا۔ پتھر کی ننگی دیواروں سے وحشت برس رہی تھی۔ آتشدان بھی ٹھنڈا پڑا تھا۔ اگرچہ اس میں لکڑی کے ٹکڑے موجود تھے۔ آتشدان کے اوپر ایک بھیڑیئے کا کٹا ہوا سر لگا تھا جس کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ تہہ خانے کا دروازہ لوہے کا بے حد مضبوط تھا۔ تہہ خانے میں ساتھ ہی چھوٹا سا غسل خانہ بنا ہوا تھا۔ جس کی نالی زمین کے اندر جا رہی تھی۔ اس غسل خانے کا دروازہ بھی لوہے کا تھا۔

ٹھگنے شیطان نے آتشدان میں لکڑیوں کو جلا کر آگ روشن کر دی۔ پاس ہی ایک آرام کرسی پڑی تھی۔ وہ اس پر بیٹھ کر آگ تاپتے ہوئے لڑکی کی طرف تکنے لگا۔ ناگ صندوق کے پیچھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ناگ ابھی تک یہ معمہ حل نہیں کر سکا تھا کہ یہ ٹھگنا شیطان اسے اغوا کر کے اس تہہ خانے میں کیوں لایا ہے؟ کیا وہ اس کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے؟ مگر یہ لڑکی تو شاید کوئی یتیم لڑکی تھی یا شاید کسی مرحوم پادری

کی بیٹی تھی جس کا کوئی نہیں تھا۔ کیوں کہ جس کوارٹر سے اسے لاش نے اغوا کیا تھا وہاں اس لڑکی کے سوا دوسرا کوئی نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے ٹھگنا شیطان اس سے شادی کرنا چاہتا ہو۔

آتش دان میں آگ جلنے لگی تھی جس کی وجہ سے تہہ خانے میں جو برف کی طرح یخ ٹھنڈ تھی وہ کسی حد تک دور ہو گئی تھی۔ آتشدان کا دھواں چمنی کے ذریعے اوپر چھت سے باہر نکل رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ایک چھوٹی سی الماری کے پاس گیا جو دیوار میں بنی تھی۔ اس میں سے سٹیتھوسکوپ یعنی نبض دیکھنے والی ڈاکٹروں کی ٹونٹی نکالی اور بے ہوش لڑکی کے سینے پر لگا کر اس کی نبض دیکھی۔ مطمئن ہو کر سٹیتھوسکوپ کو واپس الماری میں رکھا۔ الماری بند کی اور تہہ خانے کا لوہے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ باہر سے اس کے دروازے پر تالا لگانے کی آواز آئی۔ پھر اس کے بھاری قدموں کی آواز زینے پر اوپر جا کر غائب ہو گئی۔ ناگ تہہ خانے میں صندوق کے پیچھے سے نکل کر رینگتا ہوا سنہری بالوں والی لڑکی کے سرہانے کی طرف آیا۔ پلنگ کے پائے پر چڑھ کر پلنگ پر جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی بجائے اس نے وہاں سے اپنا پھن اوپر اٹھا کر
لڑکی کے چہرے کو دیکھا۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔
ناگ غسل خانے میں آ گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ
یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہے کہ نہیں؟ غسلخانے
میں نالی بنی تھی تا کہ پانی باہر جا سکے۔ ناگ نے
جھک کر نالی میں دیکھا۔ نالی میں اندھیرا تھا۔ خدا جانے
یہ نالی زمین کے اندر کہاں نکل جاتی تھی۔ ناگ خا
غسل خانے کے فرش پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ اسے
ایسی آواز آئی جیسے لڑکی نے گہرا سانس لیا ہو۔ ناگ
تیزی سے غسل خانے سے نکل کر پلنگ کے پاس آ
لیمپ کی روشنی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ تہہ خانے میں
بہت زیادہ روشنی ہوتی۔ آتشدان کی آگ بھی آہستہ
آہستہ دھیمی پڑنے لگی تھی۔ پلنگ پر لحاف میں حرکت
پیدا ہوئی اور لڑکی نے بازو باہر نکالے۔ پھر اپنا سنہری
بالوں والا سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا۔ پھر اچانک گھبرا کر
اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے تہہ خانے کی
کالی کالی پتھریلی دیواروں اور آتشدان اور لوہے کے
بند دروازے کی طرف تکنے لگی۔ وہ پریشان ہو رہی تھی کہ
میں رات ہی رات میں کہاں آ گئی ہوں۔

لڑکی نے لمبا گاؤن پہنا ہوا تھا۔ اس کے سنہری
بال شانوں پر بکھرے تھے۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف
گئی۔ اسے باہر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ تو باہر سے بند
تھا۔ لڑکی پریشان ہو کر غسل خانے کی طرف دوڑی۔ غسلخانے
میں بھی اندر کوئی کھڑکی وغیرہ نہیں تھی۔ اس نے دونوں
ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور بولی:

"میرے خدایا! میں کہاں آ گئی ہوں؟ مجھے یہاں
کون لے آیا ہے؟"

وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی سہمی ہوئی تھی۔ اس
نے لحاف اوپر کر لیا اور ڈری ہوئی ہرنی کی طرح
تہہ خانے کی دیواروں اور چھت کو تکنے لگی۔ ناگ
صندوق کے پیچھے چپ چاپ بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ
رہا تھا۔ اس کے دل میں کئی خیال آ رہے تھے؟ کیا
وہ لڑکی کے سامنے انسانی شکل میں ظاہر ہو جائے؟
اس طرح لڑکی ڈر جائے گی۔ وہ اسے کوئی روح یا
بھوت سمجھنے لگے گی جو ناگ نہیں چاہتا تھا۔ ابھی لڑکی
کو کوئی خطرہ بھی نہیں تھا۔ ناگ چپ ہو کر صندوق
کے پیچھے بیٹھا رہا۔

اتنے میں زینے پر پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سہمی ہوئی نظروں سے بند دروازے کی طرف تکنے لگی۔ باہر سے تالا کھلا۔ پھر دروازہ کھلا اور ٹھگنا شیطان اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گلاس میں کوئی شربت تھا۔ اس نے آتے ہی کہا:

"تیرا گھر لٹیروں نے جلا دیا۔ ایک ایک شے کو آگ لگا دی۔ وہ تجھے اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے کہ میں تجھے بچا کر یہاں لے آیا۔ ڈاکو تمہاری تلاش میں ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ لو یہ شربت پی کر دل کو حوصلہ دو۔ میں صبح ہوتے ہی تمہیں تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ بولی:

"مگر میں تو اس بستر پر بے ہوش پڑی تھی۔ اگر ڈاکو مجھے اٹھا کر لے جاتے تو میں جاگی کیوں نہیں؟"

ٹھگنے جاسوس نے کہا:

"انہوں نے تجھے کوئی بے ہوشی کی دوائی سونگھا دی تھی۔ اب اس کا اثر ختم ہوا ہے؟"

لڑکی نے پوچھا:

"مگر تم کون ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"

ٹھگنا شیطان بڑی مکاری سے محبت بھرے لہجے میں بولا:

"میں تمہارا ہمدرد ہوں۔ یہ میرے گھر کا تہہ خانہ ہے۔ تم آرام سے صبح تک یہاں رہو۔ یہ شربت پی لو۔ بے ہوشی کی دوائی کا اثر جاتا رہے گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی نے غصّے میں کہا:

"میں کچھ نہیں پیوں گی۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔ میں اپنے گھر جاؤں گی۔ میری بے جی پریشان ہو گی۔"

ٹھگنے شیطان نے کچھ کہنا چاہا تو لڑکی بستر سے اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑی۔ ٹھگنے نے گلاس ہاتھ سے رکھ کر لڑکی کو پکڑ لیا اور اسے زبردستی بستر پر گرا دیا۔ پھر دروازے میں جا کر بولا:

"تم ساری زندگی یہاں سے باہر نہیں جا سکو گی اب تم میری غلام ہو۔ جیسا کہوں گا ویسے کرنا ہو گا نہیں تو تمہاری لاش اسی تہہ خانے میں دفن کر دی جائے گی۔"

یہ کہا اور دروازے کو باہر سے تالا لگا کر چلا گیا۔ سنہری بالوں والی لڑکی بستر پر سر گھٹنوں میں دے کر رونے لگی۔ اس پر تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ اب ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نہ رہا گیا۔ وہ ٹھگنے شیطان کے ناپاک ارادوں سے
واقف ہو گیا تھا۔ اس نے لڑکی کے سامنے ظاہر ہونے
کا فیصلہ کر لیا اور صندوق کے پیچھے سے نکل کر غسل خانے
میں چلا گیا۔ کیوں کہ ناگ یہ نہیں چاہتا تھا کہ لڑکی کو
یہ پتہ چلے کہ وہ سانپ ہے۔ اور انسانی شکل میں
اس کے پاس آیا ہے۔

غسل خانے کا دروازہ آدھا بند تھا۔ غسل خانے میں
جاتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور باہر نکل آیا۔
لڑکی کے پاس آ کر بولا:

"بہن! پریشان نہ ہو۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔"

سنہری بالوں لڑکی نے اپنے سامنے سانولے رنگ کے
پُرکشش آنکھوں والے نوجوان کو دیکھا تو بولی:

"تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس آدمی کا ملازم ہوں جس نے تمہیں
یہاں قید کر رکھا ہے۔"

"یہ مجھے یہاں کیوں لایا ہے؟ کیا ہمارے مکان
کو آگ لگ گئی ہے؟ کیا میری بچی بھی مار دی
گئی ہے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ شیطان جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے اپنے
کسی بدمعاش سے تمہیں تمہارے گھر سے بے ہوش
کر کے اغوا کیا ہے اور یہاں بند کر دیا ہے۔
مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا چاہتا ہے۔ مگر میں
یہ ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں تمہیں یہاں
سے نکال کر باہر لے جاؤں گا۔"

سنہری بالوں والی لڑکی بولی:

"خدا تمہارا بھلا کرے بھائی۔ مگر تم غسل خانے
میں کیسے آ گئے؟"

ناگ بولا: "میں پہلے ہی سے یہاں صفائی وغیرہ
کر رہا تھا کہ یہ شیطان آ گیا۔ اسے میرا پتہ نہیں
تھا کہ میں غسل خانے میں ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے؟
میرا نام تو ناگ ہے۔"

لڑکی نے کہا:

"میرا نام پامیلا ہے۔ میں پادری کی بیٹی ہوں۔
میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ میں کانونٹ کے
ایک کوارٹر میں رہتی ہوں۔ خدا کے لیے مجھے
یہاں سے نکال کر لے چلو۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"تھوڑی دیر صبر کرو۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں کہ ٹھگنا شیطان کہاں ہے۔"

اب ناگ کو خیال آیا کہ تہہ خانے کا لوہے کا دروازہ تو بند ہے۔

پامیلا نے آواز دی:

"دروازہ تو بند ہے۔ ناگ بھائی تم باہر کیسے جاؤ گے؟"

ناگ وہیں رک گیا۔ ایک بار تو اس کے دل میں خیال آیا کہ سنہری بالوں والی لڑکی پامیلا کو اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ جب ہی وہ آسانی سے سانپ بن کر یہاں سے باہر نکل سکتا ہے مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ واپس پلٹ کر پلنگ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ اچھا۔ کسی طریقے سے یہاں سے باہر نکلتا ہوں۔"

مگر ناگ کسی طریقے سے بھی وہاں سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ آتشدان میں آگ دہک رہی تھی۔ اس کی چمنی میں سے بھی باہر نہیں جا سکتا تھا۔ غسل خانے کی

نالی ہی رہ گئی تھی۔ اس کے بارے میں بھی ناگ کو یقین نہیں تھا کہ وہ باہر نکلتی ہے۔ ناگ نے ایک بار لوہے کے دروازے کے قریب جا کر اس کا جائزہ لیا۔ دروازے کی چوکھٹ کے قریب ایک جگہ دیوار میں چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ یہاں سے سانپ بن کر نکل سکتا تھا۔ مگر لڑکی پامیلا کے سامنے وہ سانپ کیسے بنے؟ وہ چاہتا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے اس لڑکی کو تہہ خانے سے نکال کر لے جائے۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔

ناگ نے پامیلا سے کہا:

"پامیلا! تم غسل خانے میں تھوڑی دیر کے لیے چلی جاؤ۔ میں ایک خاص منتر پڑھ کر دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔"

پامیلا بولی: "تم میرے سامنے وہ منتر کیوں نہیں پڑھتے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ ایک خاص ہندی منتر ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو اس وقت پاس کوئی عورت نہ ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پامیلا نے سن رکھا تھا کہ ہندوستان کے سادھو سنیاسی لوگوں کے پاس بڑے عجیب و غریب منتر ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ غسل خانے میں چلی گئی۔ ناگ نے اسے ہدایت کی کہ باہر بالکل نہ دیکھے نہیں تو منتر کامیاب نہیں ہو گا۔ ناگ نے احتیاط کے طور پر غسل خانے کا دروازہ بھی بند کر دیا اور باہر سے چٹخنی لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے تہہ خانے کا لیمپ بجھا دیا۔

تہہ خانے میں اندھیرا ہو گیا۔ ناگ نے ایک سیکنڈ میں باریک سانپ کا روپ بدلا اور چوکھٹ کے سوراخ میں سے گذر کر باہر نکل گیا۔ دروازے پر تالا لگا تھا۔ ناگ نے پھن اٹھا کر تالے کے سامنے منہ کیا اور زور سے پھنکار ماری۔ یہ شیش ناگ کی پھنکار تھی۔ اس میں سے ایسی آگ نکلی کہ اس کی تپش نے تالے کو پگھلا کر رکھ دیا۔ ناگ دوبارا انسانی شکل میں آیا اور دروازہ آہستہ سے کھول دیا۔

تہہ خانے میں آتے ہی ناگ نے پامیلا کو غسل خانے سے باہر آنے کو کہا اور اسے سمجھایا کہ میں اوپر جا کر دیکھتا ہوں راستہ صاف ہے کہ نہیں؟ اگر ٹھگنا شیطان سو رہا ہو گا یا گھر پر نہیں ہو گا تو میں تمہیں یہاں

ے نکال کر لے جاؤں گا۔ تم دروازہ بند کر کے بیٹھنا۔"

ناگ تیزی سے زینہ چڑھ کر اوپر والے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اسے دوسری منزل پر جانا تھا۔ کیوں کہ لاش کے دماغ والی ڈبی دوسری منزل کی الماری میں بند تھی۔ ناگ نے دوسری منزل کی سیڑھیوں میں چھوٹے سانپ کی شکل بدلی اور سیڑھیوں پر سے رینگتا ہوا دوسری منزل میں آ گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ ٹھگنا شیطان وہاں بھی نہیں تھا۔ اسے غسل خانے میں پانی گرنے کی آواز آئی۔ وہ غسلخانے میں تھا۔ ناگ نے انسانی شکل بدل لی۔ آہستہ سے دبے پاؤں غسل خانے پاس گیا اور بند دروازے کے باہر والی چٹخنی لگا دی۔ اندر سے ٹھگنے شیطان نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا:

"کون ہے باہر؟" دروازہ کس نے بند کر دیا ہے؟"

ناگ نے بجلی کی تیزی سے الماری کھول کر لاش کے دماغ والی ڈبی نکال کر جیب میں رکھی اور تیزی سے نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ پامیلا کمبل کاندھوں پر رکھے پلنگ پر پریشان بیٹھی تھی۔ اسے ناگ کے ساتھ جاتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ سوچنے لگی کہ یہ ناگ جو شیطان کا ملازم ہے کم از کم اسے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تہہ خانے جہنم سے نکال دے گا۔ ناگ نے دروازہ کھولتے ہی کہا
"پامیلا! جلدی سے میرے ساتھ آؤ۔ راستہ صاف ہے۔"
ناگ پامیلا کو لے کر تیز تیز سیڑھیاں چڑھ کر مکان کی ڈیوڑھی
سے باہر آ گیا۔ اسے دوسری منزل سے

دروازہ توڑنے کی آواز آ رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان غسل خانے کا بھاری دروازہ توڑ کر باہر آنے کی کوشش کر رہا تھا

پامیلا کو ناگ نے بتایا:

"میں نے اسے غسل خانے میں بند کر دیا ہے۔ جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔"

مکان کے باہر ایک جگہ ٹھگنے شیطان کا گھوڑا بندھا تھا۔ ناگ نے پامیلا کو گھوڑے پر اپنے ساتھ بٹھایا اور گھوڑے کو اندھیری گلی میں دوڑا دیا۔ بارش بالکل ختم ہو چکی تھی۔ مگر رات کا اندھیرا ابھی باقی تھا۔ گلی میں سرد دھند بھی پھیلی ہوئی تھی۔ پامیلا نے کمبل اپنے کاندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ ناگ نے زیادہ گرم کپڑے نہیں پہن رکھے تھے۔ پامیلا نے اپنا کمبل اسے بھی دینے کی کوشش کی تو ناگ نے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں پامیلا۔ مجھے سردی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔"

گھوڑے کے سموں کی آواز گلی کے پتھریلے فرش

پر گونج رہی تھی۔ وہ گلی میں سے نکل بازار میں آ گئے جہاں کیچڑ تھا۔ گھوڑا کیچڑ میں دوڑتا جا رہا تھا۔

ناگ پامیلا کو لے کر سیدھا پرانے گرجا کے عقب والے کانونٹ کے کوارٹر میں آ گیا۔ وہاں اس کی چچی پریشان بیٹھی تھی۔ وہ کہیں رات کو اٹھی تو اس نے دیکھا کہ پامیلا اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔

وہ تو غم سے نڈھال ہو کر بے چاری وہیں کی وہیں بیٹھ گئی۔ کیوں کہ باہر اندھیری رات میں بارش ہو رہی تھی۔ وہ پامیلا کو ڈھونڈنے کہاں جاتی۔ اس نے پامیلا کو ایک اجنبی کے ساتھ آتے دیکھا تو بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ جب پامیلا نے بتایا کہ اسے ایک شیطان صفت آدمی نے اپنے غنڈوں کی مدد سے اغوا کر لیا تھا اور یہ نوجوان ناگ اسے بچا کر لے آیا ہے تو اس کی چچی نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔

ناگ نے کہا:

"بہن! اب تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کچھ دنوں کے لیے تم چلی جاؤ۔"

پامیلا کی چچی تو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی۔ بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے دور گاؤں میں میرا ایک مکان ہے
میں صبح ہوتے ہی اسے ساتھ لے کر اپنے
گاؤں چلی جاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"یہی بہتر رہے گا۔ اچھا۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔"

پامیلا نے کہا:

"ناگ بھائی! ہمارا یہاں کوئی نہیں جو ہمیں
گاؤں تک چھوڑ آئے۔ کیا تم ہماری مدد نہیں
کرو گے؟"

ناگ سوچنے لگا۔ پھر بولا:

"بہتر ہے۔ تو پھر ابھی یہاں سے نکل چلو۔ کیا
تمہارے پاس گھوڑا ہو گا؟"

ان کے پاس ایک گھوڑا موجود تھا۔ ناگ نے دونوں
عورتوں کو ساتھ لیا۔ انہوں نے مکان کو تالا لگایا اور
گاؤں کی طرف روانہ ہو گئیں۔

دوسری طرف ٹھگنے شیطان نے دروازہ توڑ ڈالا۔
غسل خانے سے باہر نکلتے ہی وہ تہہ خانے کی طرف
لپکا۔ دیکھا کہ سنہری بالوں والی لڑکی وہاں نہیں تھی۔
بھاگ کر اوپر دوسری منزل میں آیا۔ الماری کھولی کہ
لاش والی ڈبی نکال کر لاش کو اپنی مدد کے لیے

بلائے کہ یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ
گئے کہ الماری میں سے لاش کے دماغ والی ڈبی غائب تھی۔
ٹھگنا شیطان بستر پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

پھر نیچے آیا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر پرانے قلعے کی
طرف جائے کہ گھوڑا بھی وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ٹھگنا
شیطان پیدل ہی اندھیرے اور سردی میں پرانے قلعے کی
طرف چل پڑا۔ کسی نہ کسی طرح گرتا پڑتا وہ پرانے
قلعے میں پہنچ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ لاش تہہ خانے کے
گڑھے میں بند ہے مگر اس کے پاس لاش پر حکم چلانے
کی طاقت نہیں تھی۔ اس نے ہال کمرے میں آکر لاش
کا باقی بچا ہوا دماغ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ
اسے کہیں نہ مل سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لاش کے
دماغ کو ٹھگنے شیطان کے ساتھیوں نے قاتل کے سر
—— کے ساتھ ہی پہاڑی کی کھڈ میں پھینک دیا تھا
جہاں وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا تھا۔ ٹھگنا شیطان پریشانی
کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ یہ لاش اب اس کے
لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اگر اسے کنٹرول
نہ کیا گیا تو وہ نہ جانے کیا تباہی مچا دے۔ کیونکہ
لاش کی کھوپڑی میں اس کا اپنا دماغ نہیں تھا بلکہ ایک
خونی قاتل کا دماغ لگا دیا گیا تھا۔ یہ اس لیے لگایا گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ ٹھگنا شیطان اس سے اپنی مرضی کے مطابق مجرمانہ
کام لینا چاہتا تھا مگر اب لاش اس کے کنٹرول سے
بھی باہر ہو گئی تھی اور اسے خطرہ تھا کہ کہیں لاش
خود اس پر حملہ نہ کر دے۔ کیونکہ وہی تھا جس نے لاش
کے سر میں سے دماغ نکالا تھا اور لاش آپریشن کے
دوران اسے دیکھ رہی تھی۔

اچانک ٹھگنے شیطان کو قیمتی شاہی تاج کا خیال آیا
کہ جس آدمی نے اس کی الماری سے لاش کا دماغ
چوری کیا ہے کہیں وہ صندوق میں سے شاہی تاج
بھی تو نہیں لے گیا۔ ٹھگنا شیطان اسی وقت واپس
مکان کی طرف دوڑا۔ جاتے ہی صندوق کا تالا کھول کر
دیکھا۔ شاہی تاج وہاں موجود تھا۔ مگر اس تاج کی اب
اسے اتنی خوشی نہیں تھی۔ اس کی اصل دولت "لاش"
جو اس کے کنٹرول میں تھی اور جسے اس نے رات
دن کی محنت سے تیار کیا تھا اس کے ہاتھ سے چھن
گئی تھی۔ وہ اس لاش سے ہزاروں کام لینا چاہتا
تھا۔ اس نے شہر کی تمام حسین لڑکیوں کو قلعے کے
تہہ خانے میں جمع کر کے وہاں ایک ایسی بناوٹی جنت
تیار کرنی تھی جہاں وہ دولت کے انباروں کے ساتھ
ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کر سکے۔ مگر لاش کے

ہاتھ سے نکل جانے سے اس کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔
پھر بھی ٹھگنا شیطان ایک عیار اور چالاک آدمی تھا
آج سے سینکڑوں برس پرانے زمانے کا سرجن تھا۔ اسے
انسانی دماغ کی تمام خفیہ طاقتوں کا علم تھا یہی وجہ
تھی کہ اس نے لاش کے دماغ کے پچھلے حصے کے
ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی مدد سے لاش کو اپنے
قبضے اور کنٹرول میں کر رکھا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ
وہ لاش کو دوبارہ کنٹرول میں کرنے کی کوشش کرے گا۔
اب دن نکل آیا تھا مگر سورج سیاہ کالی گھٹاؤں اور
دھند کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ شہر میں نیم اندھیرا اور
پراسرار سی فضا تھی۔

ٹھگنے شیطان نے گھوڑا گاڑی لی اور پرانے قلعے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ گھوڑا گاڑی کو اس نے قلعے کی وادی
میں داخل ہوتے ہی چھوڑ دیا اور باقی راستہ پیدل طے
کر کے قلعے کے نیچے بڑے ہال کمرے میں آ گیا۔ وہ
ادھر اُدھر کوئی چیز تلاش کرنے لگا۔ اس نے سارا
کاٹھ کباڑ چھان مارا مگر اسے وہ شے نہ ملی جس کی
اسے تلاش تھی۔ ناامید ہو کر شہر کے پرانے قبرستان کی
طرف چلا کہ وہاں کسی تازہ دفن کی گئی لاش کا دماغ
نکال کر لائے اور اس پر تجربہ کرے اور لاش کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر سے اپنے قابو میں لائے۔

پرانا قبرستان قلعے کے کھنڈر سے کچھ دور ہی تھا۔ وہاں دھند پھیلی تھی۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ دن کی روشنی بہت ہی کم تھی۔ ٹھگنا شیطان قبرستان کے ٹوٹے پھوٹے دروازے میں سے گذر کر قبروں کے پاس آگیا۔ یہاں سب کی سب پرانی قبریں ہی تھیں۔ ان قبروں کے مردے مٹی ہو چکے تھے۔ قبرستان میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ اس کے اندر آگ جل رہی تھی اور گورکن بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان اندر چلا گیا۔ اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہنے لگا:

"بھائی گورکن! یہاں تو مہینوں بعد کوئی مُردہ آتا ہوگا تم اپنی روزی کس طرح کماتے ہو؟"

گورکن نے کہا:

"تم ٹھیک کہتے ہو بھائی۔ مگر کیا کروں۔ ایک مردے سے مجھے اتنا مل جاتا ہے کہ مہینہ گذر جاتا ہے۔"

ٹھگنے شیطان نے پوچھا:

"کیا اس مہینے کوئی مردہ نہیں آیا؟"

"نہیں بھائی۔ شاید کوئی آ جائے۔"

اتنے میں ایک گھوڑا سوار آیا۔ اس نے گورکن سے کہا:

"ایک مُردے کی قبر تیار کرنی ہے۔ ہم میت کو لے کر تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے۔"

گورکن نے کہا:

"بھائی! مردہ عورت ہے یا مرد؟"

گھوڑ سوار بولا:

"تمہیں اس سے کیا؟ تم قبر تیار کرو اور یہ لو کچھ رقم پیشگی۔ باقی تمہیں بعد میں دیں گے۔"

یہ کہہ کر گھوڑ سوار چلا گیا۔

ٹھگنے شیطان نے کہا:

"لو بھائی گورکن تمہارا کام تو بن گیا۔ اب جلدی سے قبر کھود ڈالو۔ چلو۔ میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔"

انہوں نے مل کر ایک درخت کے پاس قبر کھودنی شروع کر دی۔ جب قبر تیار ہو گئی تو گورکن بولا:

"بھائی! قبر تو تیار ہو گئی۔ اب میت کا انتظار کرنا ہوگا۔ مگر تم میرے ساتھ زحمت کیوں اٹھاتے ہو۔"

ٹھگنا شیطان بولا:

"میں آج کل بیمار ہوں۔ سوچا تمہارے ساتھ مل کر کام کروں۔ دو وقت کی روٹی ہی مل جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورکن نے کہا:

"یہ تو اچھی بات ہے۔ تم میرے ساتھ رہو جو میں پکاؤں گا تم بھی کھا لیا کرنا۔"

شام ہو چکی تھی۔ قبرستان میں شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اتنے میں قبرستان میں ایک جنازہ داخل ہوا۔ چھ سات آدمیوں نے ایک تابوت اٹھا رکھا تھا۔ تابوت قبر کے پاس رکھ کر دیا گیا۔ ایک آدمی نے قبر کو چراغ کی روشنی میں غور سے دیکھا پھر اشارہ کیا۔ گورکن اور ٹھگنے شیطان نے رسّوں کی مدد سے تابوت کو قبر میں اتار کر اوپر مٹی ڈال کر قبر تیار کر دی۔ مردے کے رشتے دار گورکن کو کچھ رقم دے کر واپس چلے گئے۔ اب رات ہو گئی تھی۔ چاروں طرف قبرستان میں گہرا سناٹا اور اندھیرا تھا۔ سردی بھی بہت ہو گئی تھی۔ گورکن اور ٹھگنا شیطان جھونپڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے تھوڑا بہت کھانا کھایا۔ گورکن نے گرم قہوہ بنایا۔ دونوں قہوہ پینے لگے۔ ٹھگنے شیطان نے آنکھ بچا کر گورکن کے پیالے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی۔

قہوہ پینے کے بعد گورکن نے کہا:

"مجھے تو سخت نیند آ رہی ہے بھائی۔ میں سونے چلا۔"

اور گورکن اُٹھ کر کونے میں بچھے تخت پر لیٹتے ہی گہری نیند سو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹھگنا شیطان اپنی جگہ سے اٹھا۔ گورکن کو ہلا جلا کر دیکھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ ٹھگنے نے کدال اٹھائی اور جھونپڑی سے نکل کر تازہ بنی ہوئی قبر کے سرہانے کی طرف آ کر اندھیری رات میں قبر کو کھودنے لگا۔ ابھی مٹی تازہ تھی۔ قبر بڑی آسانی سے کھُدنے لگی۔ آسمان پر چھائے کالے بادلوں میں بجلی چمکی۔ پھر بادل زور سے گرجے۔ ٹھگنے شیطان نے اپنا کام جاری رکھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ ٹھگنا شیطان قبر کو کھودتا چلا گیا۔ اب نیچے سے تابوت نظر آنے لگا۔ پھر اس نے قبر میں اتر کر تابوت کو کھول دیا۔ چراغ کی روشنی مُردے پر ڈالی تو اس کے منہ سے حیرت کے مارے چیخ سی نکل گئی۔ اس مردے کا سر غائب تھا۔ کسی نے اس کا سر الگ کر کے باقی لاش دفن کر دی تھی۔ یہ مردہ ٹھگنے شیطان کے کسی کام کا نہیں تھا۔ وہ سخت مایوس ہو کر قبر سے باہر نکل آیا۔ اس نے مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا اور خود قبرستان میں سے گزرتا ٹوٹے پھوٹے دروازے میں آ گیا۔ یہاں اس قدر اندھیرا تھا کہ قبرستان کے دروازے کا دھندلا سا خاکہ ہی نظر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہا تھا۔ ٹھگنا شیطان قبرستان کے دروازے سے باہر نکلا تو بادل زور سے گرجا۔ بارش شروع ہو گئی تھی۔ ٹھگنے شیطان نے سوچا کہ اسے بارش رُکنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ قبرستان کی ڈیوڑھی میں ہی رُک گیا کہ بارش رُکے تو واپس اپنے قلعے والے قدیم ترین گھرانے میں چلا جائے گا۔

اندھیری رات میں بارش کی ٹھنڈی پھوار قبرستان کی ڈیوڑھی میں آ رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان ذرا پیچھے ہو گیا اور ڈیوڑھی کے اندر جو چبوترا بنا تھا۔ اس پر بیٹھ گیا۔ اندھیرے میں اس کا ہاتھ کسی شے سے ٹکرا گیا۔ اس نے ہاتھ سے اس چیز کو ٹٹولا تو اس کا ہاتھ کسی کے سر پر جا لگا۔ ٹھگنا شیطان چونک اٹھا۔ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے پاس ہی چبوترے پر ایک انسانی سر رکھا ہوا تھا۔ ٹھگنا شیطان اچھل کر پرے چلا گیا۔ اندھیرے میں چبوترے پر رکھا ہوا سر اسے دیکھ رہا تھا۔ کٹے ہوئے سر کی آنکھیں سرخ تھیں۔ سر کے ہونٹ ہلے اور آواز آئی:

"تو نے میرا سر میرے دھڑ سے الگ کر دیا ہے۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔"

ٹھگنا شیطان گھبرا کر ڈیوڑھی سے چھلانگ لگا کر باہر

بارش میں اٹھ دوڑا۔ وہ شہر کو جانے والی سڑک پر بھاگنے لگا۔ بارش اور اندھیری رات میں بھاگتے بھاگتے وہ ہانپنے لگا اور ایک جگہ بے دم ہو کر بیٹھ گیا۔ سڑک کے کنارے وہ ایک پتھر کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ کھیت میں بارش کا پانی گر رہا تھا۔ اس کی آواز آ رہی تھی۔ ٹھگنے شیطان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے کٹے ہوئے انسانی سر کو بولتے دیکھا ہے۔

اندھیرے میں وہ قبرستان کی ڈیوڑھی کی طرف گھور گھور کر تکنے لگا۔ اگرچہ وہ ایک سرجن تھا۔ اس نے کئی مُردہ لاشوں کے پوسٹ مارٹم کئے تھے مگر کسی مردہ انسانی سر کو کبھی بولتے نہیں دیکھا تھا۔ جب ذرا اس کا سانس درست ہوا تو اٹھ کر گھر کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ وہ بارش میں بھیگ گیا تھا۔ اسے سردی لگ رہی تھی۔ وہ قلعے کے کھنڈر کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ قلعے میں سے ایک گھوڑ سوار نکل کر اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔

ٹھگنے شیطان نے سوچا کہ یہ کون ہے؟

وہ رُک گیا۔ گھوڑے پر ایک ایسا آدمی سوار تھا جس نے اپنا آپ کالی چادر میں لپیٹ رکھا تھا۔ قریب آ کر اس نے چادر اتار کر پھینک دی۔ ٹھگنے شیطان کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف کے مارے [illegible] ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھوڑے پر ایک آدمی بیٹھا ہے جس کے ہاتھ میں کٹا ہوا سر ہے اور سر کے ہونٹوں سے آواز آ رہی ہے۔

"تو نے میرا سر میرے دھڑ سے الگ کر دیا ہے
میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر گھوڑ سوار نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا سر زور سے ٹھگنے شیطان کی طرف اچھالا۔ ٹھگنا شیطان چیخ مار کر بھاگ گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہ شہر کے دروازے تک دوڑتا چلا گیا۔ پھر نڈھال ہو کر گر پڑا۔ اس کا سانس زور زور سے چل رہا تھا۔ اس نے سر گھما کر پیچھے دیکھا۔ اس کے پیچھے اب کوئی گھوڑ سوار نہیں تھا۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ ٹھگنا شیطان اٹھ کر شہر کی سنسان بارش میں بھیگتی پتھریلی گلیوں میں سے تیز تیز گذرتا اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ اس نے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر کے چٹخنی لگا دی اور دوسری منزل میں آ کر بستر پر گر پڑا۔ اس کا سانس ابھی تک دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ اچانک اسے سرہانہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا محسوس ہوا۔ وہ جلدی سے بستر پر اٹھ بیٹھا۔ اور سرہانے کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اس کی چیخ نکل گئی۔ سرہانے کے نیچے

وہی کٹا ہوا انسانی سر اس کی طرف لال آنکھوں سے تک رہا تھا۔

سر کے ہونٹ ہلے:

"تو نے مجھے میرے دھڑ سے جدا کر دیا ہے
میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ٹھگنے شیطان نے انسانی سر کو اٹھایا اور کھڑکی میں سے باہر پھینک دیا۔ گلی میں ایک انسانی چیخ بلند ہوئی اور آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔ ٹھگنے شیطان نے کھڑکی بند کر دی اور وہیں کچھ دیر کھڑا زور زور سے سانس لیتا رہا۔ جب ذرا سانس ٹھیک ہوا تو اس نے کھڑکی کی بھی چٹخنی لگا دی اور بستر پر آ گیا۔ سرہانہ فرش پر پڑا تھا۔ وہ اسے اٹھاتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ کمرے میں دھیما دھیما لیمپ جل رہا تھا۔ ٹھگنے شیطان نے ڈرتے ڈرتے سرہانے کو اٹھایا تو وہی کٹا ہوا انسانی سر سرہانے کے نیچے موجود تھا۔ ٹھگنے شیطان نے سرہانہ وہیں پھینکا اور نیچے کو بھاگا۔ انسانی سر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ڈیوڑھی میں آ کر انسانی سر ایک چیخ مار کر بند دروازے میں سے گذر کر باہر اندھیری رات کی بارش میں غائب ہو گیا۔ ٹھگنا شیطان ڈیوڑھی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دہشت ناک پھنکار

ناگ نے سوچا کہ چل کر لاش کی خبر لی جائے۔ اس وقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ پرانے قلعے کی طرف چل پڑا۔ لاش کے دماغ والی ڈبی ناگ کی جیب میں تھی۔ قلعے میں جانے کی بجائے ناگ ایک جگہ درختوں کے نیچے آکر پتھریلی چٹان پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں سے ڈبی نکال کر کھولی۔ اس کے اندر لاش کے دماغ کا سفید سفید چھوٹا سا گودا جیسے آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ ناگ نے اپنی انگلی اس کے پیچھے رکھی اور کہا:

"قلعے کے تہہ خانے سے نکل کر میرے پاس آؤ"

ناگ نے اپنی آنکھیں سامنے قلعے کے شکستہ دروازے کی طرف اٹھائیں جو اندھیری رات میں ایک بھوت کی طرح لگ رہا تھا۔ لاش اسی قلعے کے تہہ خانے میں

تھی اور اسے وہیں سے ناگ کے پاس آنا تھا۔ ناگ کو یہ خیال بھی آیا کہ ہو سکتا ہے لاش اس کے حکم پر نہ آئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس نے قلعے کے دروازے میں سے اندھیرے میں ایک اونچے لمبے سائے کو آہستہ آہستہ باہر نکلتے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کا تجربہ ناکام نہیں رہا۔ لاش اس کی طرف آ رہی تھی۔

ناگ چٹان پر بیٹھا رہا۔ اس کی انگلی لاش کے دماغ کے ڈبی والے ٹکڑے پر تھی۔ لاش آہستہ آہستہ چلتی بادلوں والی سرد اندھیری رات میں ناگ کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

ناگ نے کہا:

"آج سے تم میری غلام ہو۔ جو میں کہوں گا تم ویسے ہی کرو گے۔ سب سے پہلا کام یہ کرو کہ جو شاہی تاج تم شہر کے قدیم عجائب گھر سے چرا کر لائے تھے اسے وہیں لے جا کر رکھ آؤ۔ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا۔"

لاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنا رخ شہر کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موڑا اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کچھ دور جا کر لاش کی رفتار تیز ہو گئی۔ پھر وہ ناگ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

ناگ اسی جگہ چٹان پر بیٹھا عنبر ماریا اور تھیو بانگ کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہوں گے ماریا کی خوشبو اسے اسی شہر سے آئی تھی۔ مگر پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس کی خوشبو بھی غائب ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ اسے ماریا اور عنبر کو تلاش کرنے میں اس لاش سے مدد لینی چاہیے۔ ہو سکتا ہے لاش اس کی کچھ مدد کر سکے۔

دوسری طرف لاش رات کے بھیگے ہوئے اندھیرے میں ٹھگنے شیطان کے مکان پر جا پہنچی۔ اس نے دیکھا کہ ڈیوڑھی میں ایک طرف ٹھگنا شیطان بے ہوش پڑا ہے۔ اور ایک کٹا ہوا انسانی سر اس کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور اپنے لمبے لمبے نوکیلے دانتوں سے ٹھگنے شیطان کے سینے میں سوراخ کر رہا ہے۔ ایک پل کے لیے لاش نے انسانی سر کی طرف اور انسانی سر نے لاش کی طرف دیکھا۔ لاش کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی اور وہ مکان کی سیڑھیاں چڑھنے

لگی۔ انسانی سر نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ٹھگنے شیطان کے سینے میں سوراخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ خدا جانے یہ انسانی سر کا کرشمہ تھا کہ اس کا جسم ابھی تک بے حس اور سن تھا اور اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے سینے میں انسانی سر سوراخ کر رہا ہے۔

دوسری جانب لاش نے دوسری منزل میں جا کر لوہے کا صندوق کھول کر شاہی تاج نکال کر ہاتھ میں تھاما اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگی جب لاش ڈیوڑھی میں آئی تو دیکھا کہ ٹھگنے شیطان کے سینے میں ابھی تک پورا سوراخ نہیں ہوا تھا۔ لاش کو بھی اس ٹھگنے شیطان سے بدلہ لینا تھا۔ کیوں کہ یہ وہی بدمعاش تھا جس نے اسے قبر سے نکال کر اس کا دماغ بدل دیا تھا اور اسے چوری ڈاکے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ لاش نے انسانی سر کی طرف دیکھ کر حلق سے آواز نکالی۔ انسانی سر چھاتی سے اتر کر پرے ہٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ لاش خود اس کے دشمن کا کام تمام کرنا چاہتی ہے۔ لاش نے ٹھگنے شیطان کے سینے پر اپنا بھاری بھر کم پاؤں رکھ کر ذرا سا نیچے دبایا تو ٹھگنے شیطان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی ساری کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئیں اور اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی۔ وہ مر چکا تھا۔

لاش نے حلق سے ایک بھیانک عجیب سی آواز نکالی اور شاہی تاج اٹھائے عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئی عجائب گھر کے باہر اب زبردست پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ چونکہ لاش کو سوائے ناگ کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے وہ بے دھڑک عجائب گھر میں داخل ہو کر اس کمرے میں آ گئی جہاں سے اس نے شاہی تاج چوری کیا تھا۔ شاہی تاج کو اپنی اصلی جگہ پر رکھنے کے بعد لاش واپس مڑی اور ناگ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت ڈیوڑھی میں ٹھگنے شیطان کی لاش تو ضرور موجود تھی مگر انسانی سر وہاں نہیں تھا۔

لاش ناگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

ناگ نے پوچھا:

"شاہی تاج عجائب گھر میں رکھ دیا؟"

لاش نے آگے پیچھے سر ہلایا۔ گویا کہہ رہی ہو کہ میں نے شاہی تاج کی امانت عجائب گھر والوں کو واپس کر دی ہے۔ ناگ نے لاش کے ڈبی والے دماغ پر انگلی رکھ کر کہا:

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ میرے دوست عنبر اور ماریا اس وقت کہاں ہیں؟ ماریا کی خوشبو مجھے اس شہر میں داخل ہوتے ہی آئی تھی۔ پھر غائب ہو گئی۔"

لاش کچھ دیر کے لیے بالکل ساکت ہو کر کھڑی رہی پھر اس نے اپنے سر کو آگے پیچھے کیا۔ گویا کہہ رہی ہو کر میں ان کا پتہ چلاؤں گی۔ جانے کیوں ناگ کو یقین آ گیا کہ یہ لاش ماریا کا ضرور پتہ چلا لے گی۔ کیوں کہ ماریا بھی غائب رہتی ہے اور یہ بھی غائب ہے۔ ناگ نے اسے کہا:

"تو پھر جاؤ اور ماریا کا پتہ کرو کہ وہ کہاں ہے مجھے واپس آ کر خبر کرنا۔ میں تمہاری راہ دیکھوں گا۔"

لاش نے ایک بار پھر اسی طرح سر ہلایا اور رات کے اندھیرے میں گم ہو گئی۔ ناگ کو پہلے ہی وہ ایک دھندلا سفید سا سایہ نظر آتی تھی ذرا دور اندھیرے میں گئی تو بالکل غائب ہو گئی۔ ناگ نے سوچا کہ اسے اسی شہر میں کسی جگہ رہ کر لاش کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ٹھگنے شیطان کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا حال ہے اور لاش کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد وہ کیا کر رہا ہے۔ چنانچہ ناگ وہاں سے سیدھا ٹھگنے شیطان کے مکان پر آگیا۔ ڈیوڑھی میں ٹھگنے شیطان کی لاش دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس جرائم پیشہ آدمی کو تو جیسے کسی نے کچل کر رکھ دیا تھا۔ ناگ نے وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا اور جلدی سے ڈیوڑھی سے باہر گلی میں نکل گیا۔

رات ناگ نے ایک ویران کھیت میں ایک درخت کے پیچھے گذار دی۔ دوسرے دن وہ عجائب گھر گیا یہ دیکھنے کے لئے لاش نے واقعی وہاں تاج رکھ دیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شاہی تاج اپنی جگہ پر موجود تھا۔ اسے بڑی خوشی ہوئی کہ جس ملک کی یہ امانت تھی اس کے پاس پہنچ گئی۔ کیونکہ امانت میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے پاس اگر کوئی انسان اپنی امانت رکھوائے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں اور وقت آنے پر وہ امانت اس کے مالک کو واپس کر دیں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ خدا خوش ہو کر اپنے بندے پر رحمتیں نازل کرتا ہے بلکہ خود انسان کا ضمیر بھی مطمئن ہو جاتا ہے۔ ناگ وہاں

ے نکل کر واپس شہر کے ویران کھیت میں آگیا۔ ہاں اب دن چڑھے ایک کسان ہل چلا رہا تھا۔ اگ انسانی شکل میں تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ جب تک ماریا کا سراغ نہیں لتا اسے اپنے لیے شہر میں کوئی ایسی جگہ چن لینی چاہیے جہاں وہ سب کی نظروں سے اوجھل رہ کر آرام سے کچھ دن گذار سکے۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ ماریا اسی شہر میں ہے۔ ورنہ اسے یہاں آتے ہوئے ماریا کی خوشبو نہ آتی۔ وہ شہر کی طرف چلا۔ شہر بہت گنجان تھا۔ پرانے مکانوں کے ساتھ مکان بنے ہوئے تھے۔ ایک دریا شہر کے درمیان سے گذرتا تھا۔ ناگ اس دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب دریا شہر سے باہر ویران علاقے میں نکل آیا تو ناگ نے دیکھا کہ دور دھند میں ڈوبی ایک عمارت ہے جس کی تکونی چھت اوپر کو اٹھی ہوئی ہے۔ ناگ اس عمارت کے نیچے آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ ایک بہت ہی شکستہ عمارت ہے۔ شاید کسی بادشاہ کا اصطبل تھا۔ یا کوئی کارواں سرائے تھی۔ ناگ عمارت کے جھکے ہوئے گیٹ میں سے گذر گیا۔ آگے ایک دالان تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس کے فرش کے پتھر اکھڑ کر ادھر اُدھر پڑے تھے اور جگہ جگہ خشک گھاس اگی ہوئی تھی۔ دالان کے ساتھ ساتھ ایک ٹوٹا پھوٹا برآمدہ بنا ہوا تھا جس کے لکڑی کے کئی ستون نیچے گرے ہوئے تھے۔ چھجہ بھی آگے کو جھک آیا تھا۔ برآمدے میں چند ایک کوٹھڑیاں تھیں جو ساری کی ساری خالی پڑی تھیں۔ ایک کوٹھڑی کی چھت میں سوراخ تھا جہاں سے بارش کا پانی اندر آ گیا ہوا تھا۔

برآمدے کے باہر سے ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ ناگ اوپر چڑھ گیا۔ یہ زینہ ایک گول مینار میں جاتا تھا۔ اس مینار کی ایک ہی پتھریلی کھڑکی تھی جس کے نیچے دریا بہہ رہا تھا۔ مینار کے اندر ٹوٹی پھوٹی چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ ناگ نے انہیں ایک طرف ہٹا کر صاف کیا کہ بیٹھنے کے لیے جگہ بنائے کہ اچانک کونے میں ایک تابوت نکل آیا۔ یہ تابوت اتنا خستہ اور پرانا تھا کہ اس کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا اور اس پر مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ ناگ نے تابوت کو وہیں رہنے دیا۔ اور خود مینار کے اندر ایک جگہ فرش صاف کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے جیب میں سے

لاش کے دماغ والی ڈبی نکال لی۔ لاش کے دماغ پر انگلی رکھ کر کہا:

"کیا تمہیں ماریا کا کچھ پتہ چلا؟"

ناگ کو لاش کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ملا۔ پھر اسے خیال آیا کہ لاش تو بول نہیں سکتی۔ ہو سکتا ہے وہ ماریا کی تلاش میں لگی ہو۔

ناگ نے لاش سے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تم اپنی تلاش جاری رکھو۔ میں دریا والے پرانے مینار میں ہوں۔ یہاں آ جانا۔"

ناگ نے ڈبی بند کر کے جیب میں رکھ لی اور کھڑکی میں آ کر نیچے دریا اور شہر کا نظارہ کرنے لگا جب سورج غروب ہو گیا تو ناگ وہاں سے نکل کر شہر کا ایک چکر لگانے کے لیے چل پڑا۔ اسے ابھی تک شہر میں ماریا یا عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ شہر میں سردی کی وجہ سے کہرا پھیلا ہوا تھا اور لوگ ٹھٹھر ٹھٹھر کر چل رہے تھے۔ اکثر گلیاں بازار شام ہوتے ہی سنسان ہو گئے تھے۔ ناگ کچھ دیر شہر کی آوارہ گردی کرتا رہا۔ پھر جب کافی اندھیرا چھا گیا تو واپس مینار میں آ کر بیٹھ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا خیال تھا کہ لاش ابھی تک واپس نہیں آئی۔ وہ اسے بلانا بھی نہیں چاہتا تھا کیوں کہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ ماریا کی تلاش میں کہاں گھوم رہی ہے۔ اسے ماریا کو تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ کچھ دیر کے لیے آرام کر لیا جائے۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کے دل میں ایسی خواہش نہیں پیدا ہوئی تھی۔ نیند تو ان لوگوں کو آتی ہی نہیں تھی مگر یہ لوگ جب چاہتے سو سکتے تھے۔ چنانچہ ناگ بھی اونگھنے لگا اور پھر اپنی مرضی سے سو گیا۔ وہ سوتا رہا اور رات گزرتی چلی گئی۔ ناگ کچھ زیادہ ہی گہری نیند سو گیا تھا۔

آدھی رات ہو رہی تھی کہ اچانک اس ویران خستہ عمارت کے دروازے میں لاش نمودار ہوئی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی برآمدے کی طرف گئی۔ پھر اس نے اپنا منہ مینار کی طرف اٹھا کر آہستہ سے سانس اندر کو کھینچا۔ اسے ناگ کی بو مینار کی طرف سے آ رہی تھی۔ لاش زینے کی سیڑھیاں چڑھ کر مینار میں آ گئی۔ لاش نے دیکھا کہ ناگ گہری نیند سو رہا تھا۔ لاش ایک لمحے کے لیے ناگ کے پاس کھڑی اسے گھورتی رہی۔ پھر لاش نے

اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور ناگ کی جیب سے وہ ڈبی نکال لی جس کے اندر لاش کے دماغ کا ایک ٹکڑا بند تھا اور جس سے اس لاش کو اپنے کنٹرول میں رکھا جا سکتا تھا۔ لاش نے ڈبی اپنی مٹھی میں اچھی طرح سے بند کر لی اور واپس زینہ اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

ناگ کو کچھ خبر نہ ہوئی کہ اس کی جیب سے لاش اپنے دماغ والی ڈبی نکال کر لے گئی ہے۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا کہ اچانک ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی بند صندوق میں سے نکل رہی ہو۔ ناگ کی آنکھ کھل گئی۔ آواز تھوڑی دیر بعد ابھر رہی تھی۔ آواز دردناک، اداس اور غمناک تھی۔ ناگ نے غور سے کان لگا کر سنا۔ یہ کسی آدمی کی آواز تھی اور یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ شخص مشکل میں ہے۔ یہ آواز زینے کی طرف سے اوپر آ رہی تھی۔ ناگ سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے ڈیوڑھی میں اس نے آواز کو ایک بار پھر غور سے سنا۔ کوئی کہہ رہا تھا:

"افسوس میں نے وہ کام کیوں نہ کیا جو آج میرے کام آتا۔"

ناگ کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے؟ اس نے آواز دی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو؟"
آواز نے جواب دیا:
"خدا کا شکر ہے کہ میری آواز سن کر کسی انسان نے جواب دیا۔ میرے بھائی ڈیوڑھی سے نکل کر ساتھ والی کوٹھڑی میں آؤ وہاں تمہیں ایک شکستہ قبر ملے گی۔ میں اس قبر کا مردہ ہوں۔ میرے پاس آؤ ڈرو نہیں۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے تم میری روح کو عذاب سے نجات دلا سکتے ہو۔"
ناگ نے کہا:
"میں آ رہا ہوں۔"
ناگ ڈیوڑھی سے نکل کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گیا تو اندھیرے میں اسے، پتھروں کی ایک ڈھیری نظر آئی۔ ناگ نے پوچھا:
"کیا تم اس قبر کے اندر ہو؟"
"ہاں میرے بھائی۔" مردے کی آواز آئی۔ "میری قبر کے سرہانے کی ایک طرف ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ میں سے گذر کر میرے پاس آؤ اور میری حالت کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھو۔"

ناگ نے کہا:
"میں آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی شکل بدلی۔ اور قبر کے سرہانے والے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک مردہ اس حالت میں پڑا ہے کہ اس کی گردن زنجیروں سے اس کے پاؤں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور وہ درد سے کراہتے ہوئے کہہ رہا ہے۔
"افسوس میں نے وہ کام کیوں نہ کیا جو آج میرے کام آتا۔"
ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور کہا:
"میرے بھائی! میں آ گیا ہوں۔ تمہارے عذاب کو دیکھ کر میرا دل دہل گیا ہے۔ آخر تمہیں یہ کس گناہ کی سزا مل رہی ہے۔"
مردے نے کہا:
"میرے بھائی! میں دو سو سال سے یہاں قبر کے اندر یہ دردناک عذاب جھیل رہا ہوں۔ میں ہر رات آواز بلند کرتا ہوں مگر جو کوئی میری آواز سنتا ہے ڈر کر بھاگ جاتا ہے۔ اسی لیے یہ سرائے ویران ہو گئی ہے۔ تم میری آواز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سن کر میرے پاس آ گئے ہو اس کی مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب میرے عذاب کے دن کٹ گئے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"تمہاری یہ حالت کیوں ہے میرے بھائی۔ تم نے ایسا کون سا گناہ کیا تھا جس کی تمہیں یہ سزا مل رہی ہے؟"

مردہ بولا: "میرے بھائی! آج سے دو سو سال پہلے یہاں سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر جو پرانا تاریخی قصبہ ہے میں وہاں سوداگری کرتا تھا۔ میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ تھا۔ میری اپنی ایک شاندار حویلی تھی مگر میرے اندر دولت کی ہوس بہت زیادہ تھی۔ میں چاہتا تھا کہ چاہے کچھ کرنا پڑے میں دولت جمع کرتا جاؤں۔ میری حویلی کے پیچھے ایک غریب آدمی کی زمین تھی جس پر کھیتی باڑی کر کے وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہاں اپنے لئے ایک نیا مکان بنواؤں تاکہ وہاں میں اپنی چوتھی بیوی کو رکھوں میں نے اس غریب آدمی کی زمین پر زبردستی

قبضہ کر کے اسے اور اس کے بال بچوں کو وہاں سے نکال دیا۔ غریب کسان اور اس کے بچوں نے رو رو کر کہا کہ ہم بھوکے مر جائیں گے ہماری زمین ہم سے نہ چھینو۔ مگر مجھ پر دولت کا بھوت سوار تھا۔ میں نے ان سب کو وہاں سے مار مار کر نکال دیا۔ اس کے بعد میں نے وہاں ایک شاندار مکان بنوایا اور اپنی چوتھی بیوی کے ساتھ رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد تجارت کے سلسلے میں اس شہر میں آیا اور اسی سرائے میں آ کر ٹھہرا۔ یہاں مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی کہ میرے سارے جسم پر چھالے پڑ گئے لوگ مجھ سے دور بھاگ گئے۔ میں اسی کوٹھڑی میں پڑا کراہتا رہتا۔ کوئی میرے قریب نہ آتا تھا۔ میرے بیوی بچے بھی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آخر ایک دن اسی کوٹھڑی میں میں مر گیا۔ لوگوں نے گڑھا کھود کر مجھے اس جگہ دفن کر دیا۔ قبر کے بند ہوتے ہی عذاب دینے والے فرشتے آ گئے اور انہوں نے میری گردن زنجیروں سے میرے پاؤں کے ساتھ باندھ دی اور مجھے کوڑوں سے مارنا شروع کر دیا۔ میرے بھائی دو سو سال سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری گردن میرے پاؤں کے ساتھ بندھی ہے اور
میں یہ عذاب جھیل رہا ہوں"۔
ناگ کو بڑا دکھ ہوا۔ اس نے کہا:
"مجھے بتاؤ کہ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں کہ
تمہیں اس عذاب سے نجات ملے"۔
مُردے نے کہا:
"میرا نام زیکوم ہے۔ میرے قصبے میں آج بھی
میری اولاد کی اولاد میری حویلی میں رہتی ہے۔
میں نے حویلی کے ساتھ غریب کسان کی زمین پر
جو نیا مکان بنوایا تھا وہ آج بھی وہاں پر موجود
ہے۔ اس میں میرے پڑپوتوں کی اولاد رہتی ہے
اس مکان کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں زمین
کے اندر میں نے سونے کے سکوں کا ایک بہت
بڑا خزانہ ایک دیگ میں بند کر کے دفن کر رکھا
ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں جاؤ، کوٹھڑی میں
سے وہ دیگ نکالو اور اس کی ساری دولت
وہاں کے غریبوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں
اور غریب کسانوں میں تقسیم کر دو۔ ہو سکتا ہے
اس نیک کام کے بدلے خدا میرے گناہ کو
معاف کر دے۔ میری بخشش ہو جائے اور میں
اس عذاب سے نجات حاصل کروں جس میں
دو سو برس سے مبتلا ہوں"۔
ناگ نے کہا:
"میرے بھائی! میں آج ہی تمہارے قصبے والے
مکان میں جاتا ہوں۔ لیکن کیا تیری اولاد کی اولاد
جو وہاں رہتی ہے مجھے یہ خزانہ نکال کر غریبوں
میں بانٹنے دے گی؟ وہ مجھ سے ثبوت مانگے گی
کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں؟"
مُردے نے کہا:
"میرے سرہانے کی طرف میری ایک انگوٹھی پڑی
ہے یہ انگوٹھی میری خاندانی نشانی ہے۔ جب تم
یہ انگوٹھی انہیں دکھاؤ گے تو انہیں یقین ہو جائیگا
کہ میں نے ہی تمہیں بھیجا ہے"۔
ناگ نے سرہانے کی جانب قبر میں سے وہ انگوٹھی
نکال کر جیب میں رکھ لی اور کہا:
"لیکن اگر تمہاری اولاد سونے کا خزانہ غریبوں
میں تقسیم کرنے پر تیار نہ ہوئی تو میں کیا کرونگا؟"
مُردے نے کہا:
"پھر ایسا کرنا کہ اس خزانے کا چوتھائی حصہ میری
اولاد کی اولاد کو دے دینا اور باقی غریبوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بانٹ دینا۔"

ناگ بولا: "میں ایسا ہی کروں گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ قبر سے باہر نکل آیا۔ اسے اس بدنصیب مُردے کے عذاب نے بے حد متاثر کیا تھا۔ ابھی اسے یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس کی جیب سے لاش اپنے دماغ کی ڈبیا نکال کر لے گئی ہے۔ ناگ پرانی سرائے سے نکل کر دریا کے ساتھ ساتھ شہر میں آگیا۔ جب دن چڑھا تو عذاب میں مبتلا مُردے زیکوم کے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ عقاب بن کر ہوا میں جا رہا تھا۔ زیکوم کے قصبے کا اس نے پورا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ ناگ کی رفتار چونکہ بہت تیز تھی اس لیے وہ دوپہر کے بعد ہی زیکوم کے قصبے میں پہنچ گیا۔ اس نے اوپر فضا کا ایک چکر لگایا۔ قصبے کے کونے میں مُردے زیکوم کی پرانی حویلی آج بھی موجود تھی۔ اس حویلی کے ساتھ ہی وہ مکان بھی تھا جس کی وجہ سے مُردہ زیکوم عذاب سہہ رہا تھا۔

ناگ حویلی سے کچھ دُور ایک جگہ زمین پر اُتر آیا۔ یہاں اس نے انسان کی شکل بدلی اور حویلی کے احاطے میں جا کر ایک نوکر سے پوچھا:

"کیوں بھائی! زیکوم اسی حویلی میں رہتا تھا؟"

نوکر نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

"ارے بھائی تم کہاں سے آئے ہو۔ جس زیکوم سوداگر کی تم بات کرتے ہو اسے مرے تو دو سو سال ہو گئے ہیں۔"

ناگ بولا: "یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کے کسی رشتے دار سے ملا سکتے ہو؟"

نوکر نے کہا:

"اس مکان میں زیکوم سوداگر کے پڑپوتے کا پوتا رہتا ہے۔ یہ حویلی اس کے اور اس کے چار بھائیوں کے قبضے میں ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"حویلی کے پیچھے جو مکان ہے وہاں کون رہتا ہے؟"

نوکر بولا: "وہاں زیکوم کے پڑپوتے کے پوتے کا سب سے بڑا بھائی جیکوف رہتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تم مجھے اس حویلی کے مالک سے ملوا دو بھائی۔"

اتنے میں وہاں زیکوم کے پڑپوتے کے پڑپوتے بھی آگئے۔ انہوں نے ناگ کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"یہ بات میں حویلی کے اندر جا کر بتاؤں گا۔"

مُردہ زیکوم کے رشتے دار ناگ کو حویلی میں لے گئے یہاں فرش پر قالین بچھے تھے۔ شاندار فرنیچر اور الماریاں سجی تھیں۔

ناگ نے کہا:

"بات یہ ہے کہ میرے خواب میں آپ کے خاندان کا سب سے پہلا انسان یعنی زیکوم آیا تھا اور اسی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ کون احمق یہاں آ گیا ہے۔

جیکوف نے کہا:

"ارے بھائی! ہمارے جد امجد کو مرے تو دو سو سال ہو گئے ہیں۔ تم کہاں اس کی باتیں کرنے آ گئے ہو۔ ہمیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے بھلا؟"

ناگ نے کہا:

"میں اس کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔"

جیکوف کے چھوٹے بھائی چارگوش نے کہا:

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم ہمارے

بزرگ جد امجد زیکوم کے کہنے پر یہاں آئے ہو۔"

ناگ نے جیب سے زیکوم کی دی ہوئی انگوٹھی نکال کر انہیں دکھائی تو وہ دنگ ہو کر رہ گئے۔ کیوں کہ یہ انگوٹھی ان کے جد امجد کی خاندانی انگوٹھی ہی تھی۔

چارگوش نے کہا:

"بھائی تمہارا نام کیا ہے اور تم ہمارے جد امجد زیکوم کا کیا پیغام لے کر آئے ہو؟"

ناگ بولا: "میرا نام ناگ ہے اور تمہارے جد امجد زیکوم نے مجھے ایک پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

"وہ کون سا پیغام ہے؟" جیکوف نے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"تمہارے خاندان کا یہ بزرگ زیکوم سخت عذاب میں ہے۔ میں نے اس کو عذاب کی حالت میں دیکھا ہے اس نے مجھے یہ ہدایت کر کے بھیجا ہے کہ اس مکان کی پچھلی کوٹھڑی کے فرش کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے تمہارے جد امجد زیکوم نے کہا ہے کہ وہ خزانہ نکال کر اس کا چوتھا حصہ تم لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے اور باقی کا خزانہ غریبوں یتیموں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیواؤں اور خیرات کر دیا جائے۔"

خزانے کا سن کر سب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ چارگوش ایک نیک آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہمارے بزرگ کا بتایا ہوا خزانہ نکل آیا تو ہم ایسا ہی کریں گے جیسا اس نے کہا ہے۔ مگر جیکوت بڑا لالچی تھا۔ اس نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ وہ یہ خزانہ نہ غریبوں میں خیرات کرے گا۔ نہ اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کرے گا بلکہ سارا خزانہ خود ہی اپنے قبضے میں لے کر یہاں سے فرار ہو جائے گا۔

ناگ کو لے کر وہ مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں گئے۔ زمین کھودی تو اس کے اندر سے بڑی دیگ نکلی جو منہ تک سونے کی مہروں، سکوں اور ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی تھی۔ ان کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ناگ نے کہا:

"اب آپ لوگوں کو یقین آ گیا ہو گا کہ آپ کے بزرگ زیکوم نے واقعی خواب میں مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

چارگوش بولا: "تم ٹھیک کہتے ہو ہمارے بھائی۔ ہم اس خزانے کا چوتھا حصہ آپس میں تقسیم کر کے باقی ساری دولت غریبوں اور بیواؤں

یتیموں میں خیرات کر دیں گے تاکہ ہمارے بزرگ کو دوزخ کے عذاب سے نجات مل سکے۔"

ناگ بڑا خوش ہوا کہ زیکوم کی اولاد نے انصاف سے کام لیا اور ان کے دل میں لالچ پیدا نہیں ہوا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ جیکوت نے اس خزانہ پر ڈاکہ ڈالنے کی سکیم تیار کر رکھی ہے۔ اسی وقت خزانے کو اسی کوٹھڑی میں بند کر کے تالا لگا دیا گیا اور طے یہ ہوا کہ دوسرے روز صبح سب کے سامنے خزانے کی سونے کی مہروں اور طلائی سکوں اور جواہرات کو گنا جائے گا۔ اس کے چار حصے کئے جائیں گے اور پھر چوتھا حصہ الگ کر کے باقی غریبوں میں خیرات کر دیا جائے گا۔

ناگ کے لیے مکان کے ایک کمرے میں آرام دہ بستر لگا دیا گیا۔ اس کے آگے شاندار کھانا لا کر رکھا گیا۔ ناگ کھانا کھا کر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اس وقت رات ہو گئی تھی۔ قصبے میں چاروں طرف موت کا سناٹا چھا گیا تھا اور اندھیرا بھی بہت تھا۔ قصبے کے کسی کسی مکان میں لیمپ کی دھیمی روشنی نظر آ رہی تھی۔ ناگ دوسری منزل کے اس کمرے کی سہ دری میں کھڑا باہر تاریک اور خاموش رات کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ کیوں نہ لاش کو یہاں بلا کر ماریا کے بارے میں پوچھا جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بستر پر بیٹھ گیا۔ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ ڈبی کھول کر لاش کے دماغ کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کرے مگر جیب میں ڈبی نہیں تھی۔ ناگ تو مارے حیرت کے اچھل پڑا۔ ساری جیبیں ٹٹولیں۔ اپنے تھیلے میں بار بار دیکھا۔ مگر لاش کے دماغ والی ڈبی کہیں بھی نہیں تھی۔ بڑا پریشان ہوا۔ مگر کیا کرتا۔ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ لاش اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ پھر اس نے سوچا کہ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ لاش سے رابطہ ٹوٹ گیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں خود ہی ماریا کو تلاش کر لوں گا۔ یہ سوچ کر وہ بستر پر نیم دراز ہو گیا۔ اچانک اسے سہ دری کے نیچے پتھریلے فرش پر ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی چل رہا ہو۔

ناگ بستر سے اٹھ کر سہ دری یعنی چھوٹے ستونوں والی کھڑکی میں آیا۔ نیچے جھانکا تو اسے اندھیرے میں ایک سایہ جاتا دکھائی دیا۔ یہ کون ہے جو آدھی رات کو یہاں چل پھر رہا ہے۔ اس کی چال بھی مشکوک تھی۔ ناگ نے ایک سیکنڈ میں سانپ کی شکل بدلی اور سہ دری سے اتر کر نیچے باغ میں سے گذرتے پتھریلے راستے پر آ کر جدھر کو انسانی سایہ گیا تھا ادھر چل پڑا۔ ناگ تیزی سے رینگ رہا تھا۔ آگے چند قدموں پر وہ کوٹھڑی تھی جس میں خزانے کی دیگ رکھی ہوئی تھی۔ ناگ کو انسانی سایہ اسی کوٹھڑی کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ سمجھ

یا کہ زیکوم بزرگ کی اولاد میں سے کسی کی نیت خراب ہو ئی ہے اور وہ خزانہ لوٹنے کی غرض سے یہاں آیا ہے۔ ناگ ذرا پرے ہٹ کر جھاڑیوں میں رینگتا تیزی سے کوٹھڑی ی دیوار کے پاس جا کر گھاس میں چھپ گیا۔ اتنے میں وہی نسانی سایہ کوٹھڑی کے پاس آ کر رک گیا۔ ناگ نے اسے پہچان لیا۔ یہ جیکوف تھا جو زیکوم بزرگ کی سب سے چھوٹی اولاد تھی۔ ناگ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک طرف سے ایک شخص گھوڑے کی لگام تھامے اندھیرے سے نکل کر کوٹھڑی کے سامنے آ کر رک گیا۔ جیکوف نے اسے اشارے سے قریب بلایا۔ پھر اس نے اپنے لبادے کے اندر سے لوہے کی ایک سلاخ نکالی اور اسے تالے کی زنجیر میں ڈال کر دروازے کا تالا توڑ ڈالا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ خزانے کی دیگ نکالنے آئے ہیں۔ دونوں آدمی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ ناگ بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ ایک ایسی روح کا خزانہ لوٹ لیا جائے جو سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ ناگ بھی اندھیرے میں کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی کونے میں رکھی خزانے کی دیگ کو کھینچ کر دروازے کی طرف لا رہے تھے کہ اسے گھوڑے پر لاد کر وہاں سے فرار ہو جائیں۔ جیکوف خزانے کی دیگ کو گھسیٹ رہا تھا کہ اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ یہ پھنکار بے حد دہشتناک تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر میں آجاؤ

جیکوف کے ساتھی نے چیخ مار کر کہا:

"جیکوف! تمہارے پیچھے سانپ ہے۔"

جیکوف اچھل کر دروازے کی طرف گیا۔ اندھیرے میں انہیں سانپ کی پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔

جیکوف نے تلوار نکال لی اور کہا:

"خزانے پر ایک سانپ ضرور ہوتا ہے۔ یہ خزانے کا سانپ ہی ہے۔ اسے مار ڈالنا چاہیے۔"

جیکوف کے ساتھی نے موم بتی روشن کر دی۔ اس کی ہلکی روشنی میں انہوں نے ایک کالے سانپ کو دیکھا کہ خزانے کی دیگ پر پھن اٹھائے بیٹھا پھنکاریں مار رہا تھا۔ جیکوف تلوار لے کر آگے بڑھا کہ سانپ کے دو ٹکڑے کر دے۔ ناگ کو جیکوف پر بڑی حیرانی ہوئی کہ یہ شخص دولت کی ہوس میں اتنا اندھا ہو چکا ہے کہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں اسے۔ ناگ تیزی سے دیگ کے پیچھے

چلا گیا۔ کیوں کہ ناگ کو بھی یہ فکر تھی کہ کہیں اس پر تلوار کا وار نہ پڑ جائے۔

جیکوف نے اپنے ساتھی سے کہا:

"تم تلوار لے کر دیگ کی دوسری طرف چلے جاؤ۔"

ناگ ان میں سے کسی کو ڈس کر ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ یہ عذاب میں گرفتار زیکوم کی اولادیں تھیں مگر ناگ خزانے کو بھی جاتا نہیں دیکھ سکتا تھا اور اسے اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ دیگ پیچھے بیٹھے بیٹھے ناگ نے کچھ سوچا اور سانس اندر کو کھینچا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی تلواریں بلند کئے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے دیگ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک دیگ کے پیچھے سے ایک انتہائی ڈراؤنی شکل والی لاش کا چہرہ ابھرا۔ پھر یہ لاش بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے دونوں بازو ہوا میں پھیل گئے اور اس کے حلق سے بے حد دہشت بھری آواز بلند ہوئی:

"میرے ساتھ قبر میں آؤ۔ تمہاری قبریں میں نے کھود لی ہیں۔ تمہاری قبریں میں نے کھود لی ہیں۔ ہو ہو۔"

اپنے سامنے ایک سرد بے جان ڈراؤنی لاش کو دیکھتے ہی جیکوف اور اس کا ساتھی تھر تھر کانپنے لگے۔ تلواریں ان کے ہاتھوں سے گر پڑیں اور وہ الٹے پاؤں باہر کو بھاگ گئے۔ کافی عرصے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد ناگ نے کسی دوسرے کی انسانی شکل بدلی تھی۔ پہلے وہ ایسا کر لیا کرتا تھا مگر ایک مدت ہوئی کہ اس نے کسی انسان کی شکل نہیں بدلی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ لوگ ایک لاش ہی سے ڈر سکتے ہیں۔ اگر وہ شیر یا مگرمچھ بن کر سامنے آیا تو یہ اس پر تلواروں سے حملہ کر دیں گے۔ صرف لاش ہی انہیں خوف زدہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ ناگ نے ٹھگنے شیطان والی لاش کے چہرے کو اپنے تصور میں، اپنے ذہن میں بٹھایا اور سانس اندر کھینچ کر چھوڑا تو وہ لاش کی شکل میں آ چکا تھا۔ جیکوف اور اس کا ساتھی اندھیرے میں خوف زدہ ہو کر رفو چکر ہو چکے تھے۔ ناگ نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کیا۔ تالا ٹوٹ چکا تھا۔ ناگ نے زنجیر کو دروازے پر دوبارہ چڑھایا اور سانپ کی شکل میں تبدیل ہو کر اس جگہ بیٹھ کر خزانے کی دیگ کا پہرہ دیتا رہا۔

اس نے ساری رات گذار دی۔ جیکوف، اور اس کا ساتھی دوبارہ اس طرف نہ آئے۔ جب دن نکلا تو ناگ کوٹھڑی سے نکل کر رینگتا ہوا بڑے لڑکے چارگوش کی خواب گاہ کی طرف چلا۔ خواب گاہ کی دیوار کے پاس پہنچ کر ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور چارگوش کو جا کر بتایا کہ رات دو ڈاکو خزانہ لوٹنے آئے تھے۔ ناگ نے جان بوجھ کر جیکوف کا نام نہ بتایا۔ اس نے کہا:

"میں نے آہٹ سنی تو کوٹھڑی کی طرف گیا۔ وہاں سے دو سیاہ پوش نکل کر باہر کو بھاگ رہے تھے۔ وہ بڑے ڈرے ہوئے تھے۔ کوٹھڑی کھلی تھی۔ میں نے اندر جا کر دیکھا کہ خزانے کی دیگ کو اپنی جگہ سے ہلا کر دروازے کے قریب لایا گیا تھا۔"

چارگوش نے فکر مند ہو کر جلدی سے پوچھا:

"کیا خزانہ بچ گیا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں خزانہ ہمارے کا سارا محفوظ ہے۔"

"خدا کا شکر ہے" چارگوش بولا: "میں ابھی اس کے حصے کر کے اپنے بزرگ زیگوم کی وصیت پر عمل کرتا ہوں۔"

اس نے غلاموں کی مدد سے خزانے کی دیگ اپنے مکان کے صحن میں منگوائی۔ جیکوف اور دوسرے بھائی اور رشتے دار بھی آ گئے۔ ناگ نے دیکھا کہ جیکوف کے چہرے پر پریشانی کے اثرات تھے۔ چارگوش نے فوراً خزانے کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے بھائیوں اور رشتے داروں میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور باقی تین حصے کا سونا جواہرات اور طلائی مہریں ایک جگہ ڈھیر کر دیں اور غلاموں سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آبادی کے تمام غریبوں، بیواؤں اور یتیموں سے کہو کہ یہاں آکر خیرات لے جائیں۔"

دیکھتے دیکھتے حویلی کے صحن میں غریبوں اور بیواؤں وغیرہ کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ ایماندار چارگوش نے خزانے کے تینوں حصے غریبوں، محتاجوں اور ناداروں میں خیرات کر دیئے۔ ناگ جیکوف کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جیکوف کے چہرے پر بڑا کرب تھا۔ اسے سخت صدمہ ہو رہا تھا کہ اتنا بڑا خزانہ غریبوں میں مفت بانٹا جا رہا ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے حصے میں تو اتنی ہی دولت آئی تھی جتنی باقی سب رشتے داروں کو ملی تھی۔ اس سے جیکوف ایسے لالچی آدمی کی تسلی بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ اس کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ ناگ نے اپنی آنکھوں کے سامنے زیکوم کی وصیت کے مطابق اس کی خفیہ دولت کو غریبوں میں خیرات ہوتے دیکھا تو اسے یہ سوچ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اب یقیناً اسے جہنم کے عذاب سے نجات مل گئی ہو گی۔ ناگ کو اب اس کی پروا نہیں تھی کہ جیکوف اپنے دوسرے بھائیوں اور رشتے داروں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ وہ چاہے جو کچھ کرتا پھرے ناگ کو اس کی فکر نہیں تھی۔ وہ جس نیک مقصد کو لے کر وہاں آیا تھا

وہ پورا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ناگ نے چارگوش سے کہا:

"میرے بھائی! میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب واپس جاتا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارے جد امجد زیکوم کی رُوح کو عذاب سے چھٹکارا مل گیا ہو گا۔"

چارگوش نے ناگ کو کچھ روز ٹھہر جانے کو کہا مگر ناگ اجازت لے کر واپس اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جہاں دریا کنارے والے مینار کے نیچے کوٹھڑی کی قبر میں زیکوم عذاب میں گرفتار اسے ملا تھا۔ ناگ پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ اس وقت دن کا دوسرا پہر گزر رہا تھا۔ آج کے حساب سے دن کے گیارہ بج رہے ہوں گے۔ سردی بہت سخت پڑ رہی تھی۔ آسمان پر بادل چھائے تھے۔ زمین پر کہرا پھیلا ہوا تھا۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ناگ کھیتوں میں سے گزر کر جب ویران پہاڑی علاقے میں آیا تو اچانک سامنے سے چار گھوڑ سواروں نے آکر اس کا راستہ روک کر اسے گھیرے میں لے لیا۔ ان میں جیکوف سب سے آگے تھا۔ وہ گھوڑے سے اُتر آیا اور ناگ کے سامنے آکر بولا:

"ناگ! ہمارے بوڑھے دادا نے ضرور کسی جگہ دوسرا خزانہ بھی دفن کر رکھا ہو گا جو تمہارے علم میں ہے۔ ہمیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بارے میں بتاؤ نہیں تو ہم تمہیں اسی جگہ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے"۔

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"جیکوف بھائی! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے تمہارے بوڑھے دادا نے جس خزانے کے بارے میں مجھے بتایا تھا۔ وہ میں نے تم لوگوں میں بانٹ دیا۔ اس کے علاوہ مجھے کسی خزانے کا پتہ نہیں"۔

جیکوف نے تلوار کھینچ لی اور غصے میں بولا:

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہیں ضرور ہمارے دادا نے کسی دوسرے خزانے کے بارے میں بھی بتایا ہو گا۔ مگر تم مکاری سے کام لے رہے ہو۔ کیونکہ تم اس خزانے پر خود قبضہ کرنا چاہتے ہو"۔

ناگ نے ایک بار پھر جیکوف کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"جیکوف! تم خواہ مخواہ ضد کر رہے ہو۔ اگر مجھے کسی دوسرے خزانے کا پتہ ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا۔ کیونکہ وہ تمہارا حصہ تھا۔ مگر ایسا کوئی خزانہ نہیں ہے۔ تم بے کار کی ضد کر رہے ہو۔ مجھے واپس جانے دو"۔

جیکوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا،

"یہ اس طرح نہیں مانے گا۔ اسے سبق سکھاؤ"۔

تینوں گھوڑ سوار گھوڑوں سے اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کر ناگ پر حملہ کر دیا۔ اگر ناگ اچھل کر پرے نہ ہٹ جاتا تو تلواریں اس کے جسم کو دو ٹکڑے کر دیتیں۔ گھوڑ سوار اس کے پیچھے لپکے۔ اب ناگ کے لئے اپنی جان بچانا لازمی ہو گیا تھا۔ اس نے سانس کھینچا اور گھوڑ سواروں اور جیکوف نے دیکھا کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ کھڑا تھا وہاں ایک سیاہ عقاب پھڑپھڑا کر فضا میں اڑ گیا ہے۔ وہ تو ہکا بکا ہو کر عقاب کو اور پھر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ انہوں نے آج تک کسی آدمی کو غائب ہو کر عقاب بنتے نہیں دیکھا تھا۔ تلواریں ان کے ہاتھوں میں لٹکنے لگیں۔ ان کے رنگ زرد ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں ان کے اوپر ایک چکر لگایا اور کچھ فاصلے پر زمین پر اتر گیا۔ زمین پر اترتے ہی ناگ نے دوبارا انسان کی شکل اختیار کر لی اور بولا:

"جیکوف! میں اگر چاہوں تو تم چاروں کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ میں اگر چاہتا تو کل رات بھی تمہیں مار سکتا تھا جب تم اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ خزانے کی دیگ چرانے کوٹھڑی میں آئے تھے۔ جو سانپ تمہیں ملا تھا وہ میں ہی تھا۔ جس لاش کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم نے دیکھا تھا وہ بھی یہیں ہی تھا۔ اب اگر تم مجھے کسی دوسرے خوفناک روپ میں دیکھنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا وہ روپ بھی دکھا سکتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے ایک خونخوار شیر کا روپ بدل لیا۔ یہ ایک بہت بڑا شیر تھا جس نے اتنی زور سے دھاڑ ماری کہ ساری پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ جیکوف اور اس کے تینوں ساتھی اتنے خوف زدہ ہوئے کہ وہیں گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ان کے چاروں گھوڑے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ ناگ اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے چاروں بیہوش آدمیوں کو غور سے دیکھا۔ پھر عقاب کی شکل بدلی۔ ہوا میں اوپر اٹھا اور آگے روانہ ہو گیا۔

اس روز رات کا اندھیرا پھیلنے سے تھوڑی دیر پہلے ہی ناگ تیزی سے اڑتا۔ دریا کنارے والے مینار کی عمارت کے صحن میں پہنچ گیا۔ صحن میں اترتے ہی ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی اور اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس میں عذاب میں گرفتار زیگوم کی شکستہ قبر تھی۔ ناگ قبر کے سرہانے کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی وہ انسانی شکل میں آگیا۔ کیونکہ اندر سے قبر کافی کھلی تھی۔ اس نے دیکھا زیگوم کا مُردہ ایک چٹائی پر بیٹھا تھا۔ اس کے آگے طرح طرح کے لذیذ پھل رکھے تھے

اُس پاس جھاڑیوں میں گلاب اور گیندے کے پھول کھلے ہوئے تھے ہوا میں ان پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔ زیکوم نے سفید نورانی لباس پہن رکھا تھا اور بڑا خوش تھا۔

ناگ کو دیکھتے ہی اس نے کہا:

"میرے بھائی! تم میری نجات کا باعث بنے ہو۔ میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ اگر تم میرا پیغام لے کر میری حویلی میں نہ جاتے اور میرا دبایا ہوا خزانہ غریبوں میں خیرات نہ کرتے تو میں خدا جانے کب تک اس عذاب میں گرفتار رہتا۔"

ناگ نے کہا:

"زیکوم بھائی! تمہیں صرف خداوند کریم کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کیوں کہ یہ خدا کی مرضی سے سب کچھ ہوا ہے۔ اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا کہ میں تمہاری مدد کروں۔ اس لئے تم خدا کا جتنا شکر ادا کرو کم ہے۔"

زیکوم نے کہا:

"میرے بھائی! میری زبان پر اب ہر وقت خدا کی تعریف اور حمد و ثنا رہتی ہے۔ میں قیامت تک خدا کی عظمت اور رحمت کے گیت گاتا رہوں گا۔ کیونکہ اس نے مجھ گناہگار پر رحم کرتے ہوئے تمہیں میرے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیجا اور تمہاری وجہ سے میری دولت غریبوں میں خیرات ہوئی اور میں نے عذاب سے نجات پائی۔"

ناگ کہنے لگا:

"تمہاری اولاد میں کئی لالچی بھی تھے جو تمہارے خزانے پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر میں نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی اور جس طرح تم نے کہا تھا خزانے کو اسی طرح تقسیم کیا گیا۔"

مُردہ کہنے لگا:

"جس وقت تم لوگ میری جمع کی ہوئی دولت کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر رہے تھے۔ عین اسی وقت میری زنجیریں اپنے آپ ٹوٹ گئیں۔ میرا سر میرے پاؤں سے جدا ہو گیا اور میرے ارد گرد پھول ہی پھول کھل اُٹھے اور میرے آگے طشت میں خوشبودار پھل آ گئے۔ میرے بھائی یاد رکھو! آخرت میں انسان کا صرف کچھ دیا ہوا ہی کام آتا ہے جس دولت کو ہم جمع کر کے رکھتے ہیں وہ ہمارے لیے آخرت میں عذاب بن جاتی ہے۔ دنیا والوں کو جا کر میرا پیغام دو کہ کبھی دولت کا لالچ نہ کریں۔ کسی کا حق نہ ماریں۔ غریب کو تنگ نہ کریں۔ اپنی ضرورت کا رکھ کر باقی سب کچھ محتاجوں اور غریبوں

میں بانٹ دیں۔ اس طرح انہیں نہ تو دنیا میں کوئی غم اور دکھ اور مصیبت آئے گی۔ اور نہ آخرت میں انہیں عذاب ملے گا۔ پھر ان کی دنیا بھی اچھی ہو گی اور مرنے کے بعد وہ جنّت میں آرام کریں گے۔"

ناگ کہنے لگا:

"میں تمہارا یہ پیغام لوگوں تک ضرور پہنچاؤں گا مگر تمہاری اولاد میں بھی لالچ آ گیا ہے۔"

مُردہ زیکوم مسکرا کر بولا:

"ہر شخص کو اپنے اعمال کی سزا خود بھگتنا ہوتی ہے۔ جو کوئی بُرائی کرے گا اسے اس کی سزا مل کر رہے گی جو نیکی کرے گا اسے اس کا اجر ملے گا۔ ثواب ملے گا۔ اگر میری اولاد کو دولت کا لالچ پڑ گیا ہے تو خدا انہیں نیک ہدایت دے۔ اس سے زیادہ میں ان کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ نیک کام کریں گے تو جنت میں جائیں گے۔ بُرے کام کریں گے تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اچھا میرے بھائی اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اپنی بہن کی تلاش میں بھی جانا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مردہ زیکوم نے پوچھا:

"تمہاری بہن گم ہو گئی ہے کیا؟"

ناگ کہنے لگا:

"ہاں۔ میری بہن کا نام ماریا ہے۔ وہ گم ہو گئی ہے۔"

زیکوم مسکرایا: "وہ تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ سمجھ گیا کہ جنت میں جانے کے بعد اس نیک دل شخص کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ اس سے ماریا کے بارے میں ضرور پوچھنا چاہیے۔

ناگ نے کہا:

"ہاں ہاں۔ وہی میری بہن ماریا ہے۔ وہ مجھے کہاں ملے گی؟ کیا تم بتا سکتے ہو؟"

زیکوم بولا: "تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کا کچھ تو بدلہ دے دوں۔ اگرچہ مجھے غیب کی باتیں کسی کے آگے بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر میں نے تمہارے لیے خاص طور پر تھوڑی سی اجازت لے لی ہے۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ تمہاری بہن ماریا اس وقت اس شہر سے ایک رات کے فاصلے پر ایک خوفناک جنگل ہے۔ اس جنگل میں ایک آدم خور قبیلہ

رہتا ہے۔ ماریا اس قبیلے کی قید میں ہے اور پورے چاند کی رات کو اسے قبیلے والے آگ میں بھون کر کھا جائیں گے۔"

ناگ تو گھبرا گیا۔

"زیکوم! میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔ ابھی اسی وقت۔"

جنت میں رہنے والے زیکوم نے ناگ کی طرف ایک خوبانی جیسا ہی خوبصورت پھل بڑھایا اور کہا:

"اس پھل کو کھا جاؤ۔ یہ جنت کا پھل ہے اس کے کھانے سے تم پر آگ ساری زندگی اثر نہیں کرے گی نیز تلوار خنجر کا تم پر اثر ہو جائے تو ہو جائے مگر آگ تم کو کبھی نہیں جلا سکے گی۔"

ناگ نے پھل کھا لیا۔ اس نے اس سے زیادہ میٹھا اور خوشبودار پھل پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔

زیکوم نے کہا:

"جنت کے اس پھل کی وجہ سے تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ سے محفوظ ہو گئے ہو۔ تم کو اگر کوئی کھولتے ہوئے لاوے میں بھی ڈال دے گا تو تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ جاؤ خدا تمہارا مددگار ہو۔"

ناگ نے زیکوم کا شکریہ ادا کیا اور قبر سے باہر نکل آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکلتے ہی اس نے زیکوم کے بتانے کے مطابق جنوب کی طرف منہ کیا۔ عقاب کی شکل بدلی اور ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ وہ جنگل جہاں ماریا آدم خوروں کی قید میں تھی جنوب ہی کی طرف تھا۔ بادل ہٹ گئے تھے اور گول چاند آسمان پر اپنی چاندنی پھیلا رہا تھا۔ ناگ نے غور سے دیکھا تو یہ تیرھویں رات کا چاند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ابھی ماریا کو آگ میں ڈالنے میں ایک دن باقی تھا۔ ناگ نے ہوا میں اپنی رفتار تیز کر دی۔

ناگ کو اس بات کی خوشی تو بہت تھی کہ جنت کا پھل کھانے کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے آگ سے محفوظ ہو گیا ہے مگر وہ اس بات کو آزمانا چاہتا تھا۔ ناگ کو ہمیشہ سے یہ خیال رہا تھا کہ عنبر اور ماریا تو مر نہیں سکتے مگر وہ خواہ کسی روپ میں ہو زخمی بھی ہو سکتا ہے اور اگر چھ ماہ تک اس کی لاش کو ہمالیہ کے مندر کے تالاب میں نہ رکھا جائے تو مر بھی سکتا ہے۔ اب جب اسے زیکوم نے جنت کا پھل کھلا کر یہ خوش خبری سنائی کہ اس پر قیامت تک آگ کا اثر نہیں ہوگا تو اسے اس بات پر بڑی مسرت ہو رہی تھی کہ اب وہ بھی ماریا اور عنبر کے برابر ہو گیا ہے۔ مگر وہ اس بات کو آزمانا چاہتا تھا۔ ناگ جنوبی جنگلوں کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ یہ راستہ جلدی طے ہو جائے گا۔ لیکن یہ

سخت طوفانوں اور جھیلوں اور سمندری ٹاپوؤں سے بھرا ہوا راستے میں دوبار ناگ سخت طوفان میں پھنس گیا۔ جس کی وجہ سے ایک جگہ اتر کر طوفان کے گذر جانے کا انتظار کرنا آخر وہ اس وقت جنوبی جنگل میں پہنچا جب دن نکل تھا۔ اس نے دیکھا کہ نیچے ایک بہت ہی گھنا جنگل ہے نچے اونچے درختوں میں گھرا ہوا ہے۔ چاروں طرف پہاڑیاں جنگل کے عین درمیان میں ایک جگہ کھلا میدان تھا جہاں ں کے جھنڈ فاصلے پر اُگے تھے۔ یہاں ناگ کو کتنی ہی جنگلی ڑیاں دکھائی دیں۔ ناگ نے محسوس کیا کہ ماریا کی خوشبو بھی نہیں تھی۔ شاید اس کی خوشبو اس لیے نہیں آ رہی وہ زندہ اور حاضر حالت میں ہے۔ اس نے سوچا۔ کیونکہ کو یقین تھا کہ زیکوم جنت کی مخلوق ہے اور جنت کی مخلوق ں سے ناواقف ہوتی ہے۔

ناگ نے فضا میں غوطہ لگایا اور نیچے جنگل میں اتر آیا۔ ایک ت پر بیٹھ کر وہ جنگلی قبیلے کے لوگوں کی جھونپڑیوں کی طرف لگا۔ جنگلی لوگ بھیڑ اور ریچھ کی کھالوں کے لبادے اوڑھے ے ساتھ خنجر لٹکائے کام میں لگے تھے۔ کوئی زمین کھود رہا کوئی درخت کاٹ رہا تھا۔ کوئی زمین میں میخیں ٹھونک رہا کوئی درخت سے ٹیک لگائے بیٹھا کوئی پتھر پر خنجر تیز کر رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ان کی عورتیں بھی ان ہی کی طرح خونخوار نگ رہی تھیں۔
ناگ غور کرنے لگا کہ ماریا اگر اسی قبیلے والوں کے پاس ہے تو اسے ضرور کسی جھونپڑے میں قید کر کے رکھا ہو گا۔

ناگ درخت سے اڑا اور درختوں میں بنی ہوئی جھونپڑیوں کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جھونپڑا ان جھونپڑوں سے دُور الگ تھلگ بنا تھا اور اس کے باہر دو جنگلی پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ نے اس جھونپڑے کے اوپر چکر لگایا اور پھر اس کے سامنے درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ وہ غور سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک جنگلی جھونپڑے میں کچھ پھل لے کر گیا ہے۔ ناگ سمجھ گیا کہ ماریا اس جھونپڑے میں ہی قید ہے۔ ناگ نے مٹیالے رنگ کے سانپ کا روپ اختیار کیا اور درخت سے اتر کر رینگتا ہوا جھونپڑی کے پیچھے چلا گیا۔ یہاں سے وہ جھونپڑی کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ ماریا کو رسیوں سے باندھ کر ایک جگہ ڈال دیا گیا ہے۔

ماریا غائب نہیں تھی۔ اسے بھی ناگ کی خوشبو آئی تو وہ چونکی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:
"ناگ؟ تم آ گئے ہو؟"
جنگلی وہاں نہیں تھا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ ماریا

نے ناگ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
"ناگ بھیّا! خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو۔ یہ لوگ مجھے آج رات آگ میں بھون کر کھا جائیں گے۔"
ناگ نے کہا:
"مگر تم غائب کیوں نہیں ہو؟"
ماریا بولی: "جب مجھے چھونگی پہیرے کی بدروح نے چھوڑا تو میں سانپ کے روپ سے انسانی شکل میں واپس تو آ گئی مگر اس جنگل میں آن گری اور غیبی حالت میں نہیں تھی۔ ان لوگوں نے مجھے پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔"
ناگ بولا: "فکر نہ کرو۔ میں آ گیا ہوں۔ اب تمہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکے گا۔"
ماریا نے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ان کے بارے میں مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ بھی ہماری تلاش میں کسی نہ کسی جنگل یا صحرا میں بھٹک رہے ہوں گے۔
ماریا نے کہا:
"یہ لوگ بڑے خونخوار اور آدم خور ہیں ناگ! میری طاقت میرے پاس نہیں ہے۔ تمہیں بھی ان سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا: "میری طاقت تو میرے پاس ہی ہے ماریا"
پھر اس نے ماریا کو اپنی کہانی سنائی اور کہا:
"مجھے زیکوم نے ایک پھل کھلا دیا ہے جس کے بعد اب مجھے آگ ہرگز نہیں جلا سکے گی۔"
ماریا بڑی خوش ہوئی۔ مگر اداس ہو کر بولی:
"ناگ! تم بھی میرے ساتھ اس مصیبت میں پھنس گئے ہو۔"
ناگ نے کہا:
"مصیبت ہے تو پھر کیا ہوا۔"
ناگ کی آواز باہر جنگلی پہرے داروں نے سن لی۔ وہ جھونپڑی کی طرف لپکے تو ناگ فوراً سانس کھینچ کر پھر سے سانپ بن کر ماریا کے پیچھے چھپ گیا۔ جنگلی اندر آ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں سے خون ٹپکتا معلوم ہو رہا تھا۔ ایک جنگلی نے ماریا کو بالوں سے پکڑ کر ایک طرف کھینچا اور بولا:
"تم کس سے باتیں کر رہی تھیں؟"
ماریا نے کہا:
"میں تو کسی سے بات نہیں کر رہی تھی۔ دیکھ لو یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔"

دوسرے جنگلی نے کہا:
"میں نے خود ایک آدمی کی آواز سنی تھی۔"
ماریا بولی: "مجھے نہیں معلوم تم نے کس کی آواز سنی تھی۔"
پہلا جنگلی کہنے لگا:
"کوئی بات نہیں۔ آج رات تمہیں بھون کر کھا لیا جائیگا۔ تمہاری زندگی بس تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ چاہے کسی سے بات کرو کوئی فرق نہیں پڑتا۔"
یہ کہہ کر دونوں جنگلی باہر چلے گئے۔
ان کے جانے کے بعد ناگ ماریا کے سامنے آ گیا۔ انسانی شکل پھر سے اختیار کی اور کہا:
"میں ان لوگوں کو مزہ چکھانے جا رہا ہوں۔ تم آرام سے یہیں بیٹھی رہو۔ لیکن میں تمہاری رسیاں کھولے دیتا ہوں۔"
ناگ نے ماریا کی رسیاں کھول دیں اور خود سانپ کی شکل میں پیچھے سے نکل گیا۔ وہ رینگتا ہوا جنگلی پہرے داروں کے قریب آیا تو دونوں کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ خنجر لے کر سانپ کی طرف دوڑے ہی تھے کہ ناگ نے پھن اٹھا کر زور سے پھنکار ماری اور عقاب بن کر اڑ گیا۔ دونوں جنگلی ڈر کر بھاگ گئے۔ ناگ درختوں کے اوپر سے اڑتا ہوا اس جھونپڑی کے سامنے آ گیا جو سب سے بلند جگہ پر بنی تھی اور سب سے زیادہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی تھی۔ یہ قبیلے کے سردار کی جھونپڑی تھی۔ ناگ نے یہاں اترتے ہی انسان کی شکل اختیار کر لی۔ سردار کی جھونپڑی کے باہر جو آدم خور پہرے پر کھڑے تھے انہوں نے ایک اجنبی آدمی کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے فوراً ناگ کے رسّی سے بازو پیچھے باندھ دیئے اور سردار کے سامنے لے گئے۔ سردار ایک بہت ہی موٹا اور بھدا اور بھیانک صورت جنگلی تھا۔ جس نے اپنے سر پر ہرن کے سینگوں کا تاج پہن رکھا تھا۔ اس نے غضب ناک آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور گرجدار آواز میں پوچھا:

"تم یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا:

"میں جنگل میں لکڑیاں کاٹنے نکلا تھا کہ ایک جنگلی چیتا میرے پیچھے لگ گیا۔ اس سے بھاگ کر ادھر آ نکلا۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔ ہمیں آج شام کے لیے کوئی مرد نہیں مل رہا تھا۔ سنو! ہمارے قبیلے میں رواج ہے کہ جس روز ہمیں اپنے دیوتا کے آگے قربانی دینی ہوتی ہے تو ہم شام کو سب سے پہلے کسی باہر کے آدمی کی گردن اڑاتے ہیں۔ آج چاند

رات ہے ہم ایک عورت کو قربان کرنے کے بعد اس کی دعوت اڑانے والے ہیں۔ اچھا ہوا کہ تم ہمیں مل گئے۔"

ناگ نے کہا:

"تو کیا تم میرا سر اڑا دو گے؟"

سردار بولا: "کیوں نہیں؟ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں؟"

ناگ نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"مجھ پر رحم کرو۔"

ناگ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا۔ سردار بولا:

"ہرگز نہیں۔ تمہیں ہمارے دیوتا نے خود ہمارے پاس قربانی کے لیے بھیجا ہے۔ ہم تمہیں کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"اچھا تو میری ایک بات مان لیں۔"

"کیا بات ہے؟" سردار نے پوچھا۔

ناگ بولا: "مجھے گردن اڑا کر نہ مارو۔ مجھے آگ میں ڈال دو۔"

سردار اور دوسرے جنگلی بڑے حیران ہوئے کہ یہ شخص کیسا ہے کہ کہہ رہا ہے مجھے آگ میں ڈال دو تو بہتر ہوگا۔

سردار نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تمہیں آگ سے خوف نہیں آتا؟"

ناگ نے کہا:

"نہیں۔ آگ سے مجھے خوف نہیں آتا۔ تم مجھے آگ میں ڈال دو۔ پھر میں سکون سے جان دے دوں گا۔"

سردار نے اس وقت حکم دیا کہ آگ روشن کر دی جائے اور اس نوجوان کو ابھی آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے۔ فوراً آگ روشن کر دی گئی۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو سردار نے حکم دیا:

"اس نوجوان کو آگ میں پھینک دو۔"

ناگ نے یہ کسی خاص وجہ سے کہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ آگ اس پر اثر نہیں کرے گی۔ سردار کے حکم سے ناگ کو دو آدمیوں نے اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔ ناگ کی زندگی کا یہ پہلا موقع تھا کہ وہ جلتی، بھڑکتی آگ میں پھینکا گیا تھا۔ آگ میں گرتے ہی ناگ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ڈر تھا کہ اتنی زبردست آگ جل رہی ہے اس کا جسم ضرور جل جائیگا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ جنت کے پھل کی برکت سے آگ نے اس پر ذرا سا بھی اثر نہ کیا۔ ناگ نے آگ میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چاروں طرف سرخ آگ کے شعلے لہرا لہرا کر اوپر کو جا رہے تھے۔ دہکتے انگارے بچھے تھے

جس پر ناگ دوزانو ہو کر بیٹھا تھا۔ آگ کے شعلے اس کے بازوؤں کندھوں اور پاؤں کے نیچے سے لہرا لہرا کر اوپر کو اڑے جاتے تھے مگر ناگ پر ان کا ذرا سا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

ناگ انگاروں پر اس طرح بیٹھا تھا جیسے وہ کسی نہر کے کنارے ٹھنڈی ریت پر بیٹھا ہو۔ ناگ کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس کی طاقت میں خدا کے حکم سے اور جنت کے پھل کی برکت سے ایک اور طاقت کا اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ آگ کے انگاروں پر سے اٹھا اور آگ کے شعلوں سے باہر نکل آیا۔

جنگلیوں نے ناگ کو زندہ سلامت آگ کے شعلوں میں سے باہر نکلتے دیکھا تو چیخیں مار کر بعض جھونپڑوں کی طرف دوڑے اور بعض نے وہیں اپنے سر زمین پر رکھ دیئے۔ جنگلی لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ سردار بھی بھونچکا ہو کر کھڑا تھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو سردار نے بھی اپنا سر جھکا دیا۔ وہ اسے دیوتا سمجھ رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"جس لڑکی کو تم نے قید میں ڈال رکھا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔"

سردار نے اسی وقت ماریا کو رہا کرنے کا حکم دیا اور ناگ اور ماریا کے آگے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خبردار آئندہ کبھی کسی عورت یا مرد کو آگ پر قربان کرنے یا اسے کھانے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ میں یہاں آکر تم سب لوگوں کو آگ میں ڈال کر بھسم کر دوں گا۔"

سردار نے کہا:

"دیوتا اگنی! ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد کسی انسان کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور کھیتی باڑی کر کے زندہ رہیں گے۔"

ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور واپس قدیم ملک فرانس کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیونکہ وہی ملک اس جنگل کے قریب تھا۔ ماریا کو ناگ نے جنت کے پھل کی تاثیر کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پہلے تو حیران ہوئی پھر بہت خوش ہوئی۔ ناگ نے سوچا کہ وہ اسے مت کال بوٹی کے سرمے کے بارے میں بھی بتا دے جس کی سلائی لگانے سے اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر غائب شے کو دیکھ سکتا ہے اور یہ کہ وہ ماریا کو بھی غیبی حالت میں دیکھ سکے گا۔ لیکن ناگ نے ماریا کو مت کال سرمے کے بارے میں نہ بتایا۔ جنگلی قبیلے والوں نے انہیں دو گھوڑے دیئے تھے۔ جن پر سوار ہو کر وہ اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے۔

اسی طرح جنگلوں دریاؤں پہاڑوں کا سفر کرتے ماریا اور ناگ کو راستے میں جب دوسری رات ہوئی تو وہ رات بسر کرنے کے لئے کوئی ٹھکانہ تلاش کرنے لگے۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک جگہ پہاڑیوں میں چھوٹی سی خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ وہ وہاں آ گئے۔ خانقاہ بالکل خالی پڑی تھی۔ اس زمانے میں لوگ اس قسم کی خانقاہیں جنگلوں میں بنا دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں لوگ بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔ یہ دریاؤں، بارش اور آسمانی بجلی کے بت ہوتے تھے۔ چونکہ لوگ ان چیزوں سے ڈرتے تھے اس لیے ان کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ خانقاہ میں صرف دو کوٹھڑیاں تھیں۔ ایک کوٹھڑی خالی تھی اور دوسری کوٹھڑی میں آسمانی بجلی کا ایک چھوٹا سا بت طاق میں رکھا تھا۔ یہ کسی عورت کی شکل کا بت تھا جس کی آنکھوں میں شیشے کی گولیاں لگی تھیں۔ جو اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔

ماریا نے کہا:

"میں خالی کوٹھڑی میں سوؤں گی۔ تم اس کوٹھڑی میں آرام کرنا۔"

ناگ بولا: "مگر ماریا! تم کب تک انسانی حالت میں رہو گی؟"

ماریا نے کہا:

"اس میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے ناگ بھیا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے کہ وہ انہیں کہاں ملیں گے۔

ماریا نے کہا:

"میں اور عنبر تمہاری تلاش میں ملک ہندوستان کے مشرقی علاقے میں گئے تھے اور کیٹی اور تھیوسانگ تمہاری تلاش میں جنوبی ملک سری لنکا کی طرف نکل گئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے ملک ہندوستان کی طرف جانا چاہیے۔ وہاں ہماری ملاقات عنبر کیٹی اور تھیوسانگ سے ضرور ہو جائے گی۔"

ناگ بولا: "ایسا ہی کریں گے۔ ملک انگلستان سے بادبانی جہاز تجارت کا سامان لے کر ملک ہندوستان کی طرف جاتے ہیں۔ ہم کسی جہاز میں بیٹھ کر وہاں پہنچ جائیں گے۔"

یہی فیصلہ کر کے ماریا اپنی خالی کوٹھڑی میں چلی گئی اور ناگ آسمانی بجلی والے بت کی کوٹھڑی میں بیٹھ گیا۔ ان کے گھوڑے خانقاہ کے باہر درخت کے نیچے بندھے تھے۔ سردی بہت تھی۔ رات کہر آلود تھی۔ باہر اس قدر سناٹا تھا جیسے ہر شے سو گئی ہو۔ ماریا چونکہ انسانی حالت میں تھی۔ اس لیے اسے نیند آ گئی۔ اس نے آتشدان میں آگ جلا لی تھی۔ اس کی گرمائش سے اسے نیند آ گئی

اور وہ سو گئی۔ مگر ناگ اپنی کوٹھڑی میں جاگ رہا تھا۔ جب رات گہری ہو گئی تو اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

رات سنسان اور خاموش تھی۔ تاریکی نے کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ لگ کر نیم دراز تھا۔ اور عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ملک ہندوستان اور وہاں سے سری لنکا کے ملک میں ان کی ملاقات اپنے ساتھیوں سے ضرور ہو جاتے گی۔ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ مگر وہ جاگ رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دیوار کے طاق میں آسمانی بجلی کا بت بھی خاموش اور ساکت تھا۔ اس کی آنکھوں میں لگی ہوئی شیشے کی گولیاں چمک رہی تھیں۔ اچانک ناگ کو ایسا سنائی دیا جیسے خانقاہ کے باہر اندھیرے اور سناٹے میں کوئی سوکھے پتوں پر قدم رکھتا آہستہ آہستہ خانقاہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ناگ نے آنکھیں کھول دیں اور اس آواز کو کان کھڑے کر کے غور سے سننے لگا۔ یہ آواز کسی بھاری بھرکم انسانی قدموں کی تھی۔ آواز خانقاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر آواز رک گئی۔ ناگ تیزی سے اٹھ کر ماریا کی کوٹھڑی کے پاس چلا گیا۔ وہ ماریا کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ پہلے تو اسے باہر جنگل کے گہرے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اس نے ایک اونچے لمبے انسانی دھندلے سے سائے کو دیکھا کہ خانقاہ کی سیڑھیوں کے پاس بالکل سیدھا کھڑا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کوٹھڑی کے بند دروازے کے ساتھ لگ گیا اور اپنی آنکھیں اس انسانی سائے پر جما دیں۔ اچانک ناگ کو خیال آیا کہ اسے پُراسرار سائے پر اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور کوٹھڑی کے بند دروازے کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی انسانی شکل بدلی اور ماریا کو جگا کر بتایا کہ باہر ایک پُراسرار انسانی سایہ کھڑا ہے۔ ناگ نے یہ تسلی کر لی تھی کہ وہ سایہ ٹھگنے شیطان کی لاش نہیں تھی۔ ماریا نے بند دروازے کی درز میں سے باہر جھانکا اور سرگوشی میں بولی:

"مجھے تو کوئی انسانی سایہ نظر نہیں آ رہا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ پُراسرار انسان غیبی حالت میں ہے اور اسے صرف اس لئے اس کا دھندلا سایہ دکھائی دے رہا ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں میں مت کال بوٹی کا سُرمہ لگا رکھا ہے۔ اس نے ماریا سے کہا:

"تم کوٹھڑی میں بیٹھی رہو۔ باہر مت نکلنا۔ میں جا کر دیکھتا ہوں کہ یہ پُراسرار شخص کون ہے کیوں کہ مجھے خانقاہ کی سیڑھیوں کے پاس کوئی پُراسرار سایہ صاف دکھائی دے رہا ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دوبارا سانپ کی شکل بدلی اور باہر نکل گیا۔ اس وقت پراسرار سایہ خانقاہ کی سیڑھیاں چڑھتا اس کوٹھڑی

میں داخل ہو رہا تھا جس میں آسمانی بجلی کا بت رکھا ہوا تھا۔ ناگ اندھیرے میں فرش پر رینگتا اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ پُراسرار سایہ کوٹھڑی میں جا کر طاق میں رکھے عورت کے بت کے سامنے جا کر رُک گیا۔ پھر اس نے بت کے ماتھے پر انگلی رکھ دی۔ انگلی رکھتے ہی دو تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلی تو یہ کہ وہ پُراسرار سایہ زندہ ہو گیا۔ یہ ایک عجیب دہشت ناک شکل کا سیاہ فام آدمی تھا۔ اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ گردن شانوں میں دھنسی ہوئی تھی۔ ماتھا چھوٹا تھا جس پر بال اُگے تھے۔ آنکھوں کا رنگ سبز تھا۔ بازوؤں اور ہاتھوں پر بھی لمبے بال تھے۔ وہ کوئی جنات کی مخلوق معلوم ہو رہی تھی۔ دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ عورت کا بت بھی زندہ ہو گیا۔ یہ عورت ایک انتہائی معصوم اور خوبصورت چہرے والی ایک نازک سی لڑکی تھی جس کے گھنگھریالے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے تھے۔ آنکھوں میں اداسی اور غم تھا۔ چہرہ بھی افسردہ تھا۔ انسانی شکل میں آتے ہی لڑکی نے خشک سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"اوڈان! مجھ پر رحم کر۔ مجھے اب رہا کر دے کہ میں اپنے خاوند کے پاس جاؤں۔ وہ میرے بغیر زندہ نہیں رہے گا۔"

اس بھیانک شکل والے بھوت کا نام اوڈان تھا۔ اوڈان نے لڑکی کے بازو کو پکڑ کر آسیبی آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اپنے خاوند کو بھول جا۔ تیری مہلت کے تین مہینے پورے ہو گئے۔ آج مہلت کی آخری رات ہے۔ کل تمہیں میرے ساتھ میری آسیبی دنیا میں چلے جانا ہو گا جہاں میں تم سے شادی کر لوں گا اور پھر تو میری بیوی بن کر باقی عمر میرے ساتھ ہی بسر کرے گی۔"

لڑکی نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"اوڈان! مجھ پر رحم کر۔ میں تم سے بیاہ نہیں کر سکتی۔ میرا خاوند موجود ہے۔"

بھیانک اوڈان کے منہ سے ایک ایسی گرج نکلی جیسے بادل زور سے گرجے ہوں۔ دوسری کوٹھڑی میں بیٹھی ہوئی ماریا بھی کانپ گئی۔ لڑکی سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔

اوڈان نے غضبناک ہو کر کہا:

"خبردار جو اپنے خاوند کا نام لیا۔ تو کل میری ہو گی۔ میری بیوی ہو گی۔ میری آسیبی مخلوق تمہیں میری دلہن بنائے گی اور تو پھر ہماری آسیبی دنیا سے کبھی واپس اپنی دنیا میں نہیں آ سکے گی۔ اب میں جاتا ہوں کل صبح آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر بھیانک اوڈان نے لڑکی کے ماتھے کو اپنی انگلی سے چھوا۔ اس کے ساتھ ہی بھیانک اوڈان غائب ہو گیا اور

ں کا دھندلا سایہ ہی باقی رہ گیا جسے صرف ناگ ہی دیکھ
کتا تھا اور گھنگھریالے بالوں والی معصوم صورت لڑکی بھی چھوٹا
بت بن گئی۔ بھیانک اوڈان نے بت کو اٹھا کر دیوار کے طاق میں
ھا اور آہستہ آہستہ بوجھل قدم اٹھاتا خانقاہ سے باہر نکل کر کہر
اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

ناگ اسی وقت ماریا کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے انسانی شکل بدلی اور ماریا کو سارا واقعہ سنا دیا۔

ماریا نے کہا:

"بھیانک اوڈان کی گرج کی آواز میں نے بھی سنی تھی۔ میں سمجھی باہر بادل گرجا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں یہ اسی بھیانک مخلوق یعنی اوڈان کی آواز تھی۔"

ماریا کہنے لگی:

"یہ اس معصوم لڑکی پر بہت بڑا ظلم ہو گا کہ یہ بھیانک آسیبی شخص اسے اپنے ساتھ اپنی آسیبی دنیا میں لے جائے۔"

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" ناگ نے سوال کیا۔

ناگ خود بھی اسی لڑکی کی مدد کرنا چاہتا تھا۔

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ابھی بھیانک اوڈان کے آنے میں بہت دیر ہے۔ ابھی کافی رات باقی ہے اور صبح نہیں ہوئی۔ کیوں نہ ہم اس لڑکی کے بت کو اپنے ساتھ لے کر یہاں سے فرار ہو جائیں؟"

ناگ کو ماریا کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے کہا:

"تو پھر ہمیں یہ کام اسی وقت کرنا ہو گا۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہم بت کو لے کر ابھی یہاں سے نکل جاتے ہیں۔"

ماریا نے اس خطرے کا اظہار کیا کہ بھیانک اوڈان ہمارا پیچھا ضرور کرے گا۔

"وہ تمہارا تو کچھ نہ بگاڑ سکے گا کیونکہ تم عقاب بن کر اڑ جاؤ گے مگر میں اڑ نہیں سکتی۔ مجھے وہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اس بدنصیب لڑکی کو بچانے کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی خطرہ تو مول لینا ہی ہو گا۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ لیکن اگر تم خوف محسوس کرتی ہو تو ہم اس بت کو نہیں اٹھاتے۔"

ماریا نے کہا:

"نہیں۔ ہمیں یہ کام ضرور کرنا ہو گا۔ میں یہ سمجھی

برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک بھولی بھالی معصوم لڑکی کی زندگی تباہ برباد ہو جائے ہم اس کے بت کو ابھی اٹھا کر یہاں سے نکل جاتے ہیں۔"

ناگ نے خانقاہ کے باہر جا کر دیکھا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ تاریک سنسان اندھیری رات خاموش تھی۔ پھر ماریا کے ساتھ وہ لڑکی کے بت والی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے طاق میں رکھے بت کو اٹھا لیا۔ یہ بت لکڑی کا تھا اور ہلکا پھلکا تھا۔ بت کو اٹھاتے وقت ناگ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے بت کو اپنے لبادے کی اندر والی جیب میں رکھ لیا اور ماریا سے کہا:

"اب جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

ان کے گھوڑے پچھلی طرف درختوں میں بندھے تھے۔ انہوں نے گھوڑوں کو کھولا۔ اس پر سوار ہوئے اور انہیں ملک انگلستان کی طرف بھگانا شروع کر دیا۔ وہ پہاڑیوں کی تاریک گھاٹیوں اور کھڈوں اور دروں میں سے گذرتے جب ایک اندھیرے ویران میدان میں آئے تو انہیں اپنے پیچھے ایسی زوردار گرج سنائی دی جیسے بادل گرجا ہو۔ ماریا نے کہا:

"بھیانک اوڈان کو پتہ چل گیا ہے شاید۔"

ناگ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے پیچھے گھوم کر دیکھا۔ ایک کالی گھٹا آسمان پر بجلی کے ہنٹر برساتی گرجتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

" تمہارا خیال ٹھیک ہے ماریا ! بھیانک اوڈان ہمارا پیچھا کر رہا ہے "۔

ماریا نے کسی قدر گھبرا کر کہا : " اب کیا کریں ؟ "

ناگ بولا : " فکر نہ کرو۔ میں تمہیں لے کر یہاں سے پرواز کرتا ہوں "۔

ناگ اور ماریا نے گھوڑے روک لئے۔ ناگ نے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور وہ ایک بہت بڑے عقاب کی شکل اختیار کر گیا۔ اس نے ماریا کو اپنے اوپر بٹھایا اور بجلی کی تیزی کے ساتھ آسمان کی بلندیوں میں پرواز کر گیا۔ بھیانک اوڈان سیاہ بادل کی شکل میں گرجتا کڑکڑاتا کوندتا ناگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اس کے بعد کیا ہوا ؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط " منگلا دیوی کا ترشول " نمبر ۱۳۳ میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی 4/50
۱۰۲ نیلی خلائی شیطان 4/50
۱۰۳ ماریا دوزخ میں 4/50
۱۰۴ خلائی کمرہ 4/50
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ 4/50
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی 4/50
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی 4/50
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ 4/50
۱۰۹ نیلی شیشہ 4/50
۱۱۰ ماتا دیوی کا گڑھ 4/50
۱۱۱ آدمی عورت آدھا سانپ 4/50
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق 4/50
۱۱۳ کیٹی اور زندہ لاش 4/50
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں 4/50
۱۱۵ خطرناک تجربہ 4/50
۱۱۶ سانپ کا قیدی 4/50
۱۱۷ موت کی چھلانگ 4/50
۱۱۸ مُردے کی موت 4/50
۱۱۹ قبر کا ہاتھ 4/50
۱۲۰ جزیرے کا بھوت 4/50
۱۲۱ خوفناک مقابلہ 4/50
۱۲۲ ماریا کا چیلا 4/50
۱۲۳ مینار کا بھوت 3/-
۱۲۴ انسانی تیندوا 4/50
۱۲۵ نیلی لاش (خاص نمبر) 4/50
۱۲۶ خونی راز 4/50
۱۲۷ سرکٹا ناگ 4/50
۱۲۸ عنبر کی قبر 4/50
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی 4/50
۱۳۰ منحوس مورتیاں 4/50
۱۳۱ ہنگلی ناگن 4/50
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات 4/50
۱۳۳ منگلا دیوی کا ترشول 4/-
۱۳۴ ماریا کھوپڑی میں 4/50
۱۳۵ آسیبی پینٹنگ
۱۳۶ باپ کی خوشبو

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرا
۱۴ - بی شاہ عالم مارکیٹ ۰ لاہور - ۸